بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

معصوم ائمہؑ اور بیان اسرار الٰہی

اس جگہ ضروری ہے کہ ایک نکتہ کی طرف نشاندہی کی جائے: وہ یہ کہ ائمہ علیہم السلام نے ایسے دور میں زندگی گذاری ہے جس میں جبتری (۱) کی ملعونہ حکومت نے ماحول میں ایسی گھٹن پیدا کردی تھی جو علوی عدل پر مبنی حکومت کے وجود میں آنے میں رکاوٹ تھی، اسی وجہ سے ہمارے ائمہ علیہم السلام کے پاس الٰہی اسرار کے بیان کرنے کا موقع فراہم نہ تھا، اور اموی وعباسی ستمگر وسرکش اس امر سے روکتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ برحق امیر اور اولین مظلوم (جس کو اس کے حق سے محروم

.....

(۱) جبتر اولیائے الٰہی کی خلافت کے اولین غاصب کے لئے کنایہ ہے بحار الانوار ج ۳۵ ص ۳۳۶.

کیا گیا) حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں:

کان لرسول الله صلّی اللّٰہ علیه و آله وسلم سرّ لا یعلمه الاقلیل....

ولو لا طغاة هٰذه الامّةلبثثت هٰذاالسرّ (۱)

رسول گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک ایسا راز تھا جس سے سوائے مخصوص افراد کے دوسرے آگاہ نہیں تھے...اگر اس امت کے سرکش افراد نہ ہوتے تو بلا شبہ اس کو ہر ایک پر ظاہر کر دیتا اور لوگوں کے درمیان نشر کر دیتا معلوم ہوا ہمارے ائمہ علیہم السلام نے عوام سے اسرار بیان نہیں فرمائے اور اسے سوائے کچھ مخصوص افراد کے جو آپ کے دوستوں میں سب سے برتر اور خالص تھے کسی اور پر ظاہر نہیں کیا۔

چنانچہ افشاء راز اور اہم معنوی حقائق کا بیان ان کے لئے ممکن نہ ہوا اس کی وجہ یہ تھی کہ عوام میں اسے برداشت کرنے کی قوت نہیں تھی. اور یہ وجہ بھی تھی کہ لوگ حضرت قائم ارواحنافداہ کے ظہور تک اس جبتری حکومت کے اندر زندگی گذاریں گے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام آیت کریمہ (**والـلیـل اذایسـر** (۲) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

هی دولة حبتر فهی تسری الیٰ قیام القائم (عج) (۳)

اس شب سے مراد جبتر کی حکومت ہے جو حضرت قائم کے قیام تک باقی رہے گی۔

.....

(۱) بحارالانوار ج ۹۵ ص ۳۰۶.

(۲) سورۂ فجر آیت ۴.

(۳) بحارالانوار ج ۲۴ ص ۷۸.

یہی وجہ ہے کہ معصومین علیہم السلام نے بہت سے معنوی حقائق واسرار کو دعاؤں اور مناجات کے ضمن میں بیان کیا ہے اگر آپ ان کے خواہاں ہیں تو انھیں دعاؤوں اور مناجات میں تلاش کریں۔

اہل بیت علیہم السلام نہ صرف سیاسی ماحول اور عوام کی فکری کیفیت کی وجہ سے اسرار کو صراحت کے ساتھ بیان نہیں کر سکے اور انہیں دعاؤں اور مناجات کے ضمن میں بیان کیا، بلکہ انھوں نے نہایت اہم اعتقادی مسائل اور اعلی معارف کو بھی دعا' مناجات اور زیارت کی صورت میں بیان کیا ہے جنہیں دعاؤں کی طرف رجوع اور اس میں تحقیق کے ذریعہ معلوم کیا جاسکتا ہے بلکہ اسرار' عقاید' اور بلند پایہ معارف سے قطع نظر بہت سے مطالب اور مسائل جو انسان کی زندگی میں بنیادی اور حیاتی کردار رکھتے ہیں انھیں بھی بیان فرمایا ہے، اور انسانی سماج کو زندگی کا بہترین درس دیا ہے۔

بطور مثال صحیفہ کاملہ سجادیہ جس کی صحت کی حضرت حجت ارواحنافداہ نے تائید فرمائی ہے اگر اس کے اندر دقت کی جاے اور دیکھا جائے تو احساس ہوگا کہ حضرت امام سجاد علیہ السلام نے دعا اور مناجات کے عنوان سے بہت ہی مختصر لفظوں میں زندگی کے عظیم حقائق کو بیان کیا ہے، اسی طرح دیگر دعاؤں میں توجہ جو حضرتؑ سے یا اہل بیت علیہم السلام سے صادر ہوئی ہیں اس حقیقت کو بخوبی واضح کرتی ہیں۔

دعاؤں میں جن اہم درسوں کی تعلیم ائمہؑ نے ہمیں دی ہے یہاں اس کی کچھ مثالیں آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

مناجات انجیلیہ میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

اسئلک من الهمم اعلاها (۱)

پروردگار! عالی ترین ہمت تجھ سے چاہتا ہوں۔

امام سجاد علیہ السلام کا یہ کلام ہر اس شخص کے لئے جو اس دعا کی کتاب کو ہاتھ میں لیتا ہے اور دعاؤں کو پڑھنے کے ذریعہ پروردگار عالم سے ہم کلام ہوتا ہے بیداری کی گھنٹی ہے۔

یہ دعا کرنے والا جو بھی ہو گرچہ خود کو بے ارادہ اور ناچیز سمجھتا ہے اسے چاہئے کہ پروردگار عالم سے بہترین اور عالی ترین ہمت طلب کرے تا کہ اپنی زندگی میں عظیم تبدیلی پیدا کر سکے اور اپنے وجود کو سماج کے لئے حیاتی اور بنیادی بنا سکے، یہ وہ حقیقت ہے جو قلب پر نور امامت کی چمک کے ساتھ جاودانی بن جاتی ہے۔

جو کچھ دعاؤں اور ...حضرات معصومینؑ سے ہم تک پہنچا ہے وہی ولایت کا طور سینا ہے، جو وادی ایمن تک پہنچنا چاہتا ہے اور ہدایت کے کوہ طور سینا کی چوٹیوں پر جانا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ دعا کے آداب اور قبولیت کے شرائط معلوم کرے اور سیکھے یہاں تک کہ دعا کے مستجاب ہونے کا مشاہدہ کرے۔

جو کچھ ہم نے کہا وہ وہی ہے جو قرآن اور روایات سے ہمارے ہاتھ لگا ہے لہٰذا موقع غنیمت جانتے ہوئے اسے محفوظ کر لیجئے اور الٰہی رحمت و کرم سے مایوس نہ ہوئیے۔

.....

(۱) بحار الانوار ج ۹۴ ص ۱۵۵۔

(اِنَّهُ لاٰیَیْأَسُ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ اِلاّٰ الْقَوْمُ الکاٰفِرُون(۱)

(بلاشبہ خدا کی رحمت اور کرم سے سوائے کافر قوم کے کوئی مایوس نہیں ہوتا)

خاندان وحی کے نور امامت سے مستفید ہونے کے ساتھ اپنے جسم و روح کے اندر نور امید اور نور یقین پیدا کریئے۔

دعا پڑھنے میں تکرار و دوام اور اس کی اہمیت

دعاؤں میں تکرار اور اس میں دوام رکھنا مقصد تک پہنچنے اور حاجت کو پانے میں نہایت با اہمیت ہے .اور یہ نکتہ بہت ہی مہم ہے لہٰذا جو افراد دعا کی کتب سے سروکار رکھتے ہیں انھیں ان پر توجہ رکھنی چاہئے اس لئے کہ اکثر افراد اس کی قدرت وتوانائی نہیں رکھتے کہ ایک دعا یا ایک زیارت پڑھنے کے ذریعہ یا ایک فاتحہ پڑھ کے اپنی حاجت پوری کرلیں اور اپنی مراد تک پہنچ جائیں۔

اس مطلب کے واضح ہونے کے لئے ایک مثال پیش کرتے ہیں تا کہ جو بات کہی واضح ہو جائے بہت سے جسمانی امراض اگر ابتدائی مرحلہ میں ہوں یا سطحی اور پیچیدہ نہ ہوں تو ان کا صرف ایک نسخہ سے علاج کیا جاسکتا ہے لیکن اگر مرض طولانی ہو جائے یا انسان کے بدن میں اس کی جڑ مضبوط ہو جائے تو ظاہری بات ہے ایسا مرض ایک نسخہ سے معالجہ نہ ہوگا اور ایک دوا سے برطرف نہ ہوگا بلکہ اس کے علاج کے لئے کو طویل مدت تک دوا مصرف کرنی ہوگی۔

.....

(۱) سورۂ یوسف آیت:۸۷.

روحی امراض میں بھی یہی صورت حال ہے اگر کسی شخص کی روحی بیماری زیادہ اہم ہو یا اہم نہ بھی ہو لیکن وقت گذرنے کے کی وجہ روح میں اس کی جڑ مضبوط ہوگئی ہو اور وہ اس کا عادی بن گیا ہو تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ اس طرح کی مشکلات ایک بار دعا پڑھنے سے برطرف نہ ہوگی بلکہ دعا میں تکرار اور اسے بڑھنے میں دوام کی ضرورت ہے بالکل اسی طرح جیسے بعض جسمانی امراض میں انسان کو دوا کے بار بار استعمال اور جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔

لہٰذا جس طرح جسمانی بیماریوں کے علاج میں دوا جاری رکھتے ہیں تا کہ مکمل علاج ہو جائے اسی طرح جن جگہوں پر دعا کی ضرورت ہے دعا پڑھنا جاری رکھیں تا کہ اس کا اثر ظاہر ہو جائے۔

البتہ ممکن ہے بعض افراد ایک دعا یا خدا کے اسماء میں سے کسی ایک کو پڑھنے کے ذریعہ اپنا مقصود حاصل کر لیں درحقیقت اس طرح کے افراد نے ریاضت نفس کی ہے اور مستجاب الدعا ہیں لہذا عام لوگوں کو اس طرح کی توقع نہیں رکھنی چاہئے کہ ان کی طرح صرف ایک مرتبہ دعا کریں اور اپنا مقصود حاصل کر لیں اور روایات میں دعا کی تکرار اور پابندی کے متعلق اس پہلو پر بہت زیادہ تاکید ہوئی ہے۔

حضرت امام زمانہ ارواحنا فداہ کے لئے دعا ضروری ہے

شرائط و آداب دعا کو بیان کرنے کے بعد: سب سے ضروری اور اہم ترین دعا جس کو غیبت کے زمانہ میں لوگوں کو کرنا چاہئے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور کے لئے دعا ہے اس لئے کہ حضرت ہمارے سید و سردار اور ہمارے زمانہ کے مالک ہیں. یہی

نہیں بلکہ صاحب امرٗ ولی اور تمام عالم کے سرپرست ہیں کیا آپ سے غافل ہوا جاسکتا ہے؟ جب کہ آنحضرت ہمارے امام ہیں اور امام سے غفلت یعنی حقیقی بھول اور اصول دین سے غفلت ہے۔

لہٰذا ضروری ہے کہ قبل اس کے کہ خود اپنے لئے اور اقرباء واحباب کے لئے دعا کریں، حضرت (عج) کے لئے دعا کریں۔

مرحوم سید بن طاؤس کتاب (جمال الاسبوع) میں تحریر فرماتے ہیں: ہم نے پہلے بیان کیا کہ ماضی میں ہمارے رہنما امام عصر صلوٰت اللہ علیہ کے لئے دعا کے متعلق خاص اہمیت کے قائل تھے اس سے پتہ چلتا ہے آنحضرت (عج) کے لئے دعا اسلام وایمان کے اہم ترین فرائض میں سے ہے ہم نے ایک روایت نقل کی کہ امام صادق علیہ السلام نماز ظہر کی تعقیب میں کامل ترین دعا امام عصر (عج) کے حق میں کیا کرتے تھے پھر کہیں اپنے لئے کرتے تھے ہم نے گذشتہ مختلف عناوین میں ایک باب حضرت بقیت اللہ الاعظم (عج) کے لئے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی دعا سے مخصوص کیا ہے واضح ہے کہ جو اسلام میں ان دو بزرگوں کی حیثیت کو پہچان لے تو ان کی پیروی میں اس کے پاس کوئی عذر باقی نہ رہے گا۔(۱)

لہٰذا اگر مولا کے لئے دعا کے ذریعہ بارگاہ معبود اور زندہ مردہ کے مالک ومختار کے حضور میں جائیں اور دعا کریں تو امید ہے آنحضرت (عج) کی وجہ سے باب اجابت

.....

(۱) جمال الاسبوع ص ۳۰۷.

ہمارے لئے کھل جائے اور جو اپنے اور دوسروں کے لئے دعا کرتے ہیں کہ فضل پروردگار ہمارے شامل حال ہو اور اس کی رحمت، کرم اور عنایت ہماری طرف متوجہ ہو جائے، یہ اس لئے ہے کہ ہم نے اپنی دعا میں اس کی رسی کو پکڑ رکھا ہے۔

شاید کہو فلاں، فلاں، جو کہ تمہارے اساتذہ میں سے ہیں ان کی پیروی کرتے ہو اور وہ اس قول پر عمل نہیں کرتے۔

اس کا جواب معلوم ہے اس لئے کہ وہ ہمارے مولا سے غافل ہیں اور ان کے متعلق کوتاہی اور سستی کرتے ہیں۔

اس جگہ پر سید بن طاؤس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: **جو ہم نے تم سے کہا اس پر عمل کرو اس لئے کہ وہ کھلی ہوئی حقیقت ہے اور جو ہمارے مولا کے متعلق سہل انگاری کرے اور سستی دکھائے اور جو بیان کیا اس سے غافل ہو خدا کی قسم وہ ایسے شبہ میں مبتلا ہوا ہے کہ جو ننگ و عار کا سبب ہے۔**

پھر آپ فرماتے ہیں ائمہ علیہم السلام کی نگاہ میں اس امر کی اہمیت کس طرح پاتے ہیں؟ کیا ابھی تک اس موضوع کے متعلق آپ کا جو رویہ رہا ہے وہ لاپرواہی نہیں تھی؟

اس لئے واجب نمازوں میں آنحضرت (عج) کے لئے زیادہ دعا کریں اور اس کے لئے دعا کرنے سے پرہیز نہ کریں جس کے لئے دعا کرنا جائز ہے۔

میں پھر عرض کرونگا جو ہم نے بیان کیا اس کی بنا پر آنحضرت (عج) کے ظہور میں تعجیل کے لئے دعا کرنے کو اہمیت نہ دینے کے لئے کوئی عذر ہمارے پاس باقی نہیں بچتا۔(۱)

(۱) فلاح السائل: ۴۴

صاحب مکیال المکارم فرماتے ہیں: جیسا کہ آیات وروایات دلالت کرتی ہیں کہ دعا عبادت کی بہت اہم قسم ہے اور اس میں شبہ نہیں ہے کہ **سب سے اہم اور باعظمت دعا اس کے لئے ہے کہ جس کے حق کو پروردگار عالم نے سب پر واجب کیا ہے۔**

اور اس کے وجود کی برکت کی بنا پر تمام مخلوقات کو پروردگار عالم کی نعمت پہنچ رہی ہے، اور جس طرح کوئی شبہ نہیں کہ خدا کے ساتھ مشغول رہنے سے مراد اس کی عبادت میں مشغول رہنا ہے اسی طرح دعا میں استمرار باعث ہوتا ہے کہ پروردگار عالم اسے عبادت کی توفیق عطا فرمائے اور اسے اپنے اولیاء میں قرار دے۔

چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے مولا حضرت حجت ارواحنا فدا کے لئے دعا میں پابندی، آنحضرت (عج) کے ظہور میں تعجیل کے لئے پروردگار عالم سے سوال اور اس آخری امام (عج) کے غم واندوہ کے برطرف کرنے اور نشاط پیدا کرنے کے لئے دعا اس اہم مسئلہ کے فراہم ہونے کا باعث ہے۔

لہٰذا اہل ایمان پر لازم ہے کہ اہتمام کریں اور ہر وقت و ہر جگہ آنحضرت (عج) کے ظہور میں تعجیل کے لئے دعا کریں۔

جو اس مطلب کے ساتھ مناسب ہے اور ہماری گفتگو کی تائید کرتی ہے وہ مطلب ہے جسے امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے مکاشفہ کی صورت میں یا عالم خواب میں مرحوم آیت اللہ مرزا محمد باقر فقیہ ایمانی سے فرمایا: **اپنی تقریروں میں لوگوں سے کہو اور حکم دو توبہ کریں اور حضرت (عج) کے ظہور میں تعجیل کے لئے دعا کریں آنحضرت (عج) کے آنے کے لئے دعا نماز میت کی طرح نہیں ہے جو واجب کفائی ہو اور کچھ لوگوں کے انجام**

دے دینے سے دوسروں سے ساقط ہوجائے بلکہ پنجگانہ نماز کی طرح ہے یعنی ہر بالغ و عاقل پر واجب ہے کہ امام زمانہ (عج) کے ظہور کے لئے دعا کرے(۱)

جو ہم نے نقل کیا اس کے پیش نظر امام زمانہ (عج) کے لئے دعا کرنا ضروری ہے سب پر واضح ہوگیا۔

عالم کی سب سے مظلوم ہستی

افسوس ہے کہ آج بھی بہت سی مذہبی مجالس میں امام زمانہ (عج) کی یاد اور ان کے ظہور میں تعجیل کے لئے دعا سے غفلت ہوتی ہے اگر ہمیں معلوم ہو کہ ابھی تک کس درجہ حضرت سے غافل رہے ہیں تو احساس ہوگا کہ آنحضرت (عج) کائنات کی سب سے مظلوم ذات ہیں۔ ذیل میں حضرت کی مظلومیت کا ایک ماجرا ملاحظہ ہو:

حجۃ الاسلام والمسلمین مرحوم آقای حاج سید اسماعیل شرفی نے نقل کیا ہے:

عتبات عالیہ سے مشرف ہوا تھا اور سید الشہداء علیہ السلام کی زیارت میں مشغول تھا .چونکہ امام حسینؑ کی قبر کے سرہانے زائرین کی دعا مستجاب ہوتی ہے اس لئے اس جگہ پروردگار عالم سے دعا کی ہمیں حضرت مہدی (عج) کی بارگاہ میں مشرف فرمائے اور میری آنکھوں کو ان کے عدیم المثال جمال سے نور بخشے۔

زیارت میں مشغول تھا کہ ایک مرتبہ عالم تاب خورشید کا جمال ظاہر ہوا گرچہ اس وقت آنحضرت (عج) کو ہم نے نہ پہچانا لیکن شدت سے ان کی طرف مائل ہوگیا، سلام

.....

(۱) مکیال المکارم ج ۱ ص ۴۳۸

کے بعد حضرت سے سوال کیا آپ کون ہیں؟

فرمایا: میں عالم کی مظلوم ترین ذات ہوں۔

میں متوجہ نہ ہوا اور اپنے آپ سے کہنے لگا شاید آپ نجف کے بزرگ علماء میں سے ہیں لیکن چوں کہ لوگ ان کی طرف راغب نہیں ہوے ہیں اس لئے اپنے آپ کو عالم کی مظلوم ترین ذات سمجھتے ہیں لیکن اسی وقت ہم نے محسوس کیا کہ کوئی ہماری بغل میں نہیں ہے۔

اب میری سمجھ میں آیا کہ عالم میں مظلوم ترین ذات امام زمانہ (عج) کے سوا اور کون ہوسکتا ہے آنحضرت (عج) کے حضور کی نعمت کو جلدی ہاتھ سے گنوادیا۔

توجہ کرنی چاہئے دعا سے مقصود مقام ومنصب نہ ہو بلکہ امام عصر ارواحنا فداہ اور وحدہ لاشریک سے تقرب اور رضایت کو عمل کا معیار قرار دیں۔

آپ کی توجہ ایک اہم واقعہ کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں۔

۲: حجۃ الاسلام والمسلمین جناب سید احمد موسوی حضرت امام عصر کے شیدائیوں میں سے ہیں انھوں نے حجۃ الاسلام والمسلمین عالم ربانی مرحوم آقا حاجی شیخ جعفر جوادی سے نقل کیا ہے کہ آپ عالم کشف یا شہود میں حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کی خدمت میں مشرف ہوئے اور آپ کو بہت ہی غمگین پایا آپ سے آپ کا حال معلوم کیا تو حضرت نے فرمایا: میرا دل خون ہے میرا دل خون ہے۔

۳: حضرت امام حسین علیہ السلام نے عالم مکاشفہ میں قم کے ایک عالم دین سے فرمایا:

''.....ہمارے مہدی اپنے زمانہ میں مظلوم ہیں جہاں تک ہوسکے ،مہدی (حضرت مہدی علیہ السلام) کے متعلق کہو اور قلم چلاؤ، اور اس معصوم شخصیت کے متعلق اگر کچھ کہا تو گویا تمام معصوم علیہم السلام کے متعلق کہا ہے چونکہ یہ زمانہ ہمارے مہدیؑ (حضرت مہدیؑ) کا زمانہ ہے لہٰذا شائستہ ہے آپ کے متعلق مطالب بیان ہوں ،او رآخر میں فرمایا: میں پھر تاکید کررہا ہوں کہ ہمارے مہدی (عج) کے متعلق زیادہ بیان کرو اور لکھو ہمارے مہدی (عج) مظلوم ہیں اور ان کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا اور لکھا گیا ہے اس سے زیادہ لکھنا اور بیان کرنا چاہئے.(۱)

مرحوم حاجی شیخ رجب علی خیاط کی ایک نصیحت

اس وقت جبکہ آپ آنحضرت کی مظلومیت اور غربت سے آگاہ ہوگئے تو بہتر ہے اس اہم واقعہ پر توجہ فرمائیں: مرحوم شرفی جو امام زمانہ (عج) کے ظہور کے منتظر رہنے والوں میں تھے ان کا بیان ہے جب میں تبلیغ کیلئے مشہد مقدس سے دوسرے شہر جایا کرتا تھا، تو ایک مرتبہ ماہ مبارک رمضان کی مسافرت میں اپنے ایک دوست کے ہمراہ تہران حاجی شیخ رجب علی خیاط کے یہاں مشرف ہوا اور ان سے راہنمائی کی درخواست کی۔

انھوں نے آیت کریمہ (و من یتّق اللہ...) کے ختم کا طریقہ ہمیں سکھایا(۲) اور

.....

(۱) بوستان ولایت ج۲ ص۱۸.

(۲) اس ختم کا حکم رسول خداؐ سے نقل ہوا ہے اور مرحوم آیت اللہ حاجی علی اکبر نہاوندی نے اس روایت کو کتاب ''گلزار اکبری'' میں نقل کیا ہے۔

فرمایا پہلے صدقہ دو اور چالیس روز روزہ رکھو اور اس ختم کو چالیس روز ں کے درمیان انجام دو۔

اہم نکتہ جس کو حاجی شیخ رجب علی نے بیان فرمایا یہ تھا کہ تمہارا مقصود اس ختم سے یہ ہو کہ امام رضا علیہ السلام سے آنحضرت (عج) کے تقرب کو طلب کرو اور مادی حاجت قطعی نظر میں نہ رکھو۔

مرحوم آقای شرفی نے فرمایا: ہم نے ختم شروع کیا لیکن اسے جاری نہ رکھ سکا، لیکن میرا دوست کامیاب ہوگیا اور اس نے مکمل کرلیا اور جب ہم مشہد پہنچے تو وہ امام رضا علیہ السلام کے حرم میں مشرف ہوا، اور متوجہ ہوا کہ آنحضرت کو نور کی شکل میں دیکھ رہا ہے دھیرے دھیرے یہ حالت اس میں قوی ہوگئی اب وہ آنحضرت کو دیکھنے اور ان سے بات کرنے پر قادر تھا۔

اس اہم واقعہ کو نقل کرنے سے ہمارا مقصود ایک مہم نکتہ ہے جو دعاؤں اور وسیلہ بنانے میں موجود ہے وہ یہ کہ نماز ادا کرنے، دعائیں پڑھنے اور وسیلہ بنانے و.....میں اخلاص کی رعایت کے علاوہ انھیں انجام دینے کا ہدف خدا اور اہل بیتؑ سے تقرب ہونا چاہئے یعنی بندگی اور بندہ ہونے کے لئے انجام دے نہ مقام ومنصب کے حصول لئے۔

مشہور اور روحانی افراد میں سے ایک صاحب دعاؤں اور ختم کے ذریعے بہت سے افراد کی مشکلات کو حل کرتے تھے ایک ایسے شخص کہ جس کو صاحب بصیرت خیال کرتے تھے) سے ملاقات کے وقت اس سے سوال کیا کہ میں روحی اور باطنی لحاظ سے کیسا ہوں؟ انھوں نے تھوڑی دیر تامل کے بعد فرمایا: تم نے خدائی کاموں میں بہت زیادہ

دخالت کی ہے۔

لہٰذا انسان کو دعاؤں، اذکار، توسلات سے غلط استفادہ نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اسے بندگی کے لئے وسیلہ اور بندگی کا مقصد قرار دینا چاہئے، تو انسان کو اس کے ذریعہ خدائی کاموں میں دخالت نہیں کرنی چاہئے، اور نہ ہی لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا ذریعہ بنانا چاہئے۔

مرحوم حاج شیخ حسن علی اصفہانی سے نقل ہوا ہے آپ نے فرمایا: مجھ میں اتنی قدرت ہے کہ اگر لوگ صرف ہمارے دروازے پر دستک دیں تو ان کی مشکلات حل ہو جائیں اور انھیں کچھ کہنے کی بھی ضرورت نہ ہو لیکن چون کہ امام رضا علیہ السلام کی نسبت لوگوں کے عقیدے میں سستی پیدا ہونے کا باعث ہے اس لئے اسے انجام نہ دونگا۔

مرحوم حاج شیخ حسن علی اصفہانی کا ایک اہم تجربہ

اس وقت چون کہ مرحوم شیخ حسن علی اصفہانی کا تذکرہ آ گیا ہے اس لئے موقع کی مناسبت سے ایک اہم واقعہ آپ کے لئے نقل کریں گے، آپ بچپن سے ہی عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے اور آپ نے بلند مقاصد تک رسائی کے لئے غیر معمولی اور حوصلہ شکن زحمتیں برداشت فرمائیں۔

محترم نے وہ تمام ذکر، ختم، دعائیں، نماز اور قرآنی آیات جنکو طفولیت سے آپ انجام دیتے رہے نوٹ کرلیا۔

اور چونکہ اس کے ساتھ مہم نکات اور اسرار بھی ضمیمہ تھے اس لئے اس کی قیمت غیر معمولی تھی اور انھیں اسرار کی وجہ سے آپ نے مناسب نہ دیکھا کہ اسے سب کے

ہاتھوں میں پہنچنے دیں یہی وجہ تھی کہ اسے مخفی رکھتے تھے اور لوگوں کے ہاتھ نہیں لگنے دیتے تھے۔

مرحوم والد معظم اس کتاب کے متعلق فرماتے تھے:

مرحوم حاج شیخ حسن علی اصفہانی نے اپنی حیات کے آخری ایام میں اس کتاب کو مرحوم حاج سید علی رضوی کے حوالے کر دیا(۱)

اس واقعہ کو نقل کرنے سے مقصود وہ اہم نکتہ ہے جسے مرحوم حاج شیخ حسن علی اصفہانی نے کتاب کے آخر میں بیان کیا تھا.اور یہ ان تمام افراد کے لئے جو صحیح عرفانی اور معنویت کی راہ طے کرنے کی کوشش کرتے ہیں ایک بہت ہی اہم درس ہے، کتاب کے آخر میں اس طرح فرماتے ہیں: اے کاش ان اذکار، ختم، ورد وغیرہ کو امام زمانہ (عج) سے نزدیک ہونے کے لئے انجام دیا ہوتا۔

ایک اہم شخصیت جس کا نام ہر خاص و عام کی زبان پر ہوتا ہے کس طرح اپنی عمر کے آخر میں ان تمام طاقت فرسا زحمتوں اور کوششوں کے بعد آرزو کرتا ہے اے کاش ان تمام زحمتوں اور رنج ومشقت برداشت کرنے کا ہدف امام زمانہ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) ارواحنا فداہ کو بناتا۔

کسی بھی قسم کے شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ مرحوم حاج شیخ حسن علی اصفہانی غیر معمولی روحانی قوت رکھتے تھے اور لوگوں کے درمیان بہت ہی کم نظیر قدرت کے مالک ہونے کی حیثیت سے معروف تھے لیکن ان سب کے باوجود آرزو کرتے ہیں کہ کاش اپنی ساری

.....

(۱) مرحوم آیت اللہ حاجی سید علی رضوی مشہد کے ربانی علماء میں تھے اور میرے والد بزرگوار کو ان سے خاص لگاؤ تھا۔

تلاش وکوشش کو اپنے امام زمانہؑ، امیر عالم ہستی سے تقرب کی راہ میں کی ہوتی، افراد میں تصرف کی قدرت کا مالک ہونا' مریضوں کو صحت یاب کرنا یا اس طرح کے دیگر امور کو اپنا ہدف نہ بناتا۔

انسانوں کے لئے سب سے بڑا درس یہ ہے کہ جو بھی راستہ طے کریں اس راہ کے بزرگ افراد کے تجربوں سے فائدہ اٹھائیں، ان کی ایک عمر تلاش وکوشش سے سبق حاصل کریں اور جس چیز کو ان لوگوں نے سالہا تجربہ کے بعد حاصل کیا ہے اپنے لئے درس عبرت قرار دیں، ان کی زندگی کے طویل سفر کے درمیان ہاتھ آنے والے آخری نتیجہ پر پوری توجہ دیں اور اس پر عمل کریں۔

عظیم افراد کے اہم تجربوں سے استفادہ حیات کی قیمت اور زندگی کے نتیجہ کو کئی گنا زیادہ کر دیتا ہے لذا کوشش کریں جس کا حاجی شیخ حسن علی اصفہانی نے تجربہ کیا اور اپنے مکتوب میں اس پر تاکید کی ہے اس پر عمل کریں۔

دعائیں، زیارتیں اور وہ تمام عبادتیں جن کو ہم انجام دیتے ہیں امام عصر ارواحنا فداہ سے تقرب کے لئے انجام دیں اور حقیر مقاصد کو بالائے طاق رکھ دیں یہ وہ حقیقت ہے کہ جس پر عمل کریں تو اپنی زندگی سے پورا پورا نتیجہ حاصل کر سکیں گے۔

تعجیل فرج کے لئے محفل دعا قائم کرنا

جس طرح ممکن ہو انسان آنحضرت (عج) کے ظہور میں تعجیل کے لئے دعا کرے تنہا دعا کرے، یا کئی لوگ اکٹھا ہو کر دعا کریں اور بزم دعا قائم کر کے آنحضرت (عج) کی یاد کو تازہ کریں، اس طرح کی بزم پر نیک امر کے لئے دعا کے علاوہ دوسرا عمل خیر بھی

مترتب ہے مثلا :ائمہ معصومینؑ کے امر کو زندہ رکھنا اہل بیتؑ کی احادیث کو یاد کرنا وغیرہ.....

گرانقدر کتاب (مکیال المکارم) کے مولف امام عصر ارواحنا فداہ کی غیبت کے زمانہ میں اس طرح کی بزم دعا کے قیام کو لوگوں کا فریضہ قرار دیتے ہیں اور وہ بزم جس میں ہمارے مولا صاحب الزمان (عج) کو یاد کیا جائے ،اس میں ان کے نامحدود فضائل و مناقب بیان کئے جائیں، اس بزم میں حضرت (عج) کے لئے دعا ہو اور جان و مال کو اخلاص کے طبق میں رکھ کر حضرت کے سامنے پیش کیا جائے۔

آپ فرماتے ہیں اس طرح کی بزم کا قیام دین خدا کی ترویج، کلمہ خدا کی سربلندی، بھلائی اور تقوا میں اعانت شعائر الہی کی تعظیم اور ولی خدا کی نصرت ہے

بعض اوقات کہا جا سکتا ہے کہ اس طرح کی بزم قائم کرنا واجب ہے مثلا جس وقت لوگ انحراف اور گمراہی میں مبتلا ہو رہے ہوں اور اس طرح کی بزم قائم کرنا ان کو فساد و گمراہی میں مبتلا ہونے سے روکنے اور ان کی ہدایت راہنمائی کا باعث ہو۔(۱)

گمراہوں کی راہنمای مفسدوں اور اہل بدعت کو روکنا ،امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے دلائل کے پیش نظر اس امر کا وجوب حاصل ہو جاتا ہے درحقیقت ہر صورت میں پروردگار عالم حافظ اور بچانے والا ہے۔

.....

(۱) مکیال المکارم ج۲ص۱۶۹.

غیبت کے زمانہ کے فرائض پر توجہ

گرچہ ہم نے اس کتاب کو پروردگار عالم کی توفیق اور حضرت بقیت اللہ ارواحنا فداہ کے لطف سے زمانہ غیبت کے ایک اہم فریضہ یعنی امام (عج) کے ظہور کی تعجیل کے لئے دعا کے متعلق تالیف کیا ہے لیکن شائستہ ہے اس کے مقدمہ میں اس تاریک دور اور پر آشوب زمانہ غیبت میں بعض دیگر فرائض کا بھی ذکر کریں گرچہ آرزو ہے ہمارے ہی زمانہ میں غیبت سے پردہ اٹھ جاے .اس لئے کہ جو روایتیں ائمہ اطہارؑ سے وارد ہوئی ہیں اس کے مطابق ہر صبح وشام آنحضرت (عج) کا ظہور متوقع ہے اور ہم کو چاہئے کہ منتظر رہیں۔

افسوس کہ اس سے متعلق کوئی جامع کتاب جس میں غیبت کے زمانہ کے تمام فرائض کی تفصیل درج ہو افراد کے ہاتھ نہیں لگی ہے اور اس باب میں جو گرانقدر کتابیں لکھی گئی ہیں وہ صرف غیبت کے تاریک زمانہ میں چند وظائف پر مشتمل ہیں ان میں بھی سب کا ذکر نہیں ہے۔

اور اگر لوگ روز اول اپنی زبوں حالی وتباہی کی طرف متوجہ ہو جاتے تو عصر ظلمت اتنا طولانی نہ ہوتا۔

بہر حال سبھی لوگ بالاخص وہ افراد جن کا فریضہ تھا کہ اس طرح کے مسائل بیان کریں اور اس سے انھوں نے غفلت کی اور تغافل سے کام لیا انھیں شدت سے غمگین اور شرمندہ ہونا چاہئے۔

کیا مناسب ہے کہ امیر عالم ہستی جو اس منظومہ میں بلکہ تمام منظومۂ کائنات اور کہکشانوں میں ہماری ضرورتوں سے واقف ہے ہمارے درمیان ہو اور ہم اس سے

غافل ہوں؟

کیا زیبا ہے کہ اربوں انسانوں کے ذہن نور خدا کے پنہاں ہونے کی وجہ سے اسی طرح پردۂ ظلمت میں باقی رہیں؟

کیا شائستہ ہے اربوں انسانوں میں سے ہر ایک بنام قلب کوئی شئ اپنے ہمراہ رکھتا ہو اور اس کی عظمت سے بے خبر ہو۔

کس زمانہ میں قلوب اپنی حقیقی زندگی کی راہ میں دھڑکیں گے اور حقیقی انسانی زندگی کی عظمت سے آشنا ہوسکیں گے؟

کس زمانہ میں انسانی مغز کے تمام خاکی خلیے (cells) متحرک ہوں گے؟ اور انسانی سماج لامحدود دانش کی وسعتوں سے سرشار ترقی کی راہ طے کریگا؟

کس زمانہ میں نور خدا سے آشنائی کی بنا پر تیرگی، اندھیرے، استبداد اور ستم کا خاتمہ ہوگا اور الٰہی حکومت کے زیر سایہ عالمی انصاف کا دن دیکھ سکیں گے؟ اور کیا یہ سب کچھ حضرت بقیت اللہ کی حکومت کے سوا کہیں اور ممکن ہے؟ اگر ہے تو کیوں ہم اس کا جلوہ نہیں دیکھتے؟ اور کیوں اس زمانہ کے اندھیرے کا رونا روتے ہیں؟ کیوں عالم کے مستقبل سے آگاہ نہیں ہیں؟(۱) اور کیوں عصر غیبت میں اپنے وظیفے پر عمل نہیں کرتے؟

امام زمانہ ارواحنا فداہ کی غیبت کا عادی ہوجانا

ان سارے سوالوں کا جواب یہ ہے کہ ہم نے اپنے آپ کو زمانہ غیبت کا عادی بنالیا

.....

(۱) اس کے متعلق محترم مؤلف نے ایک کتاب بنام ''نگاہی بہ آئندہ جہان'' تحریر فرمایا ہے۔(مترجم)

ہے اور تیرگی و تاریکی سے مانوس ہو گئے ہیں اور عادت خود ایک غیر محسوس قوی قدرت ہے جو انسانوں کو اچھائی یا برائی کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے۔

انسان کا کسی بھی چیز کا عادی اور اس سے مانوس ہو جانا انسانی فطرت اور طبیعت کے مانند آدمی کو اسی طرف جذب کرتا ہے، کہ گویا اس مسئلہ میں انسان کے پاس کوئی اختیار و ارادہ نہیں ہے اور پروردگار عالم نے انسان کی فطرت میں اس قدرت کو ودیعت کیا ہے تا کہ وہ اچھائیوں کا عادی بننے میں بغیر کسی زحمت کے اور لاشعوری طور پر اس کی طرف جذب ہو، اور گندگی و برائیوں سے دوری اختیار کرے ، یہی وجہ ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام عادت کو انسان کی فطرت ثانیہ قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں:

''**العادة طبع ثان**(۱) عادت طبیعت ثانیہ ہے۔

یہ مختصر کلام بلند معنی وحقائق پر مشتمل ہے اس روایت کی بنا پر جس طرح انسان اپنی فطری اور طبیعی خواہش کی بنا پر قدم آگے بڑھاتا ہے اس طرح ان چیزوں کی طرف چل پڑتا ہے جس کا وہ عادی ہو چکا ہے۔

انسان کو چاہئے کہ اپنی اس عظیم قدرت کو صحیح راستہ اور گرانقدر مقاصد میں استعمال کرے اور اپنے آپ کو بری اور گندی عادتوں میں مبتلا ہونے سے بچائے۔

افسوس ہمارا سماج صحیح قیادت نہ ہونے ، اور ہدایت کرنے والے کے اندر ایسی قدرت کہ جس کی بنا پر وہ سماج کو اخلاقی فضائل اور انسانی صفات سے آراستہ و پیراستہ

.....

(۱) شرح غرر الحکم ج ۱ ص ۱۸۵.

کر سکے کے فقدان کی وجہ سے فردی اور اجتماعی غلط عادتوں میں گرفتار ہو گیا ہے۔

اجتماعی عادت کی قدرت فردی عادت کی قدرت سے کہیں زیادہ ہے اور جس چیز کا پورا معاشرہ عادی بن چکا ہو اس کی طرف کسی کو بھی جذب کرنا بہت ہی آسان ہے۔

اور ایک نہایت کریہہ عادت جس کی طرف معاشرہ نے ہمیں کھینچا ہے اور اپنی قید میں ہمیں جکڑا ہے وہ جیسے گذر جائے گذارنا اور موجودہ صورت حال کا عادی بن جانا اور حیات عطا کرنے والے مستقبل کے متعلق نہ سوچنا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ اور اہل بیتؑ نے انتظار کے مسئلہ کو بیان کر کے اور اس کے متعلق لوگوں میں شوق پیدا کر کے عوام کو جس حالت میں ہیں اس میں پڑے رہنے اور اس کا عادی بننے کے متعلق آگاہ فرمایا ہے اور مسئلہ انتظار بیان فرما کر انھیں امید اور مستقبل کی طرف قدم بڑھانے کی دعوت دی ہے۔

افسوس جن افراد کا وظیفہ تھا کہ عوام تک یہ پیغام پہنچائیں، انھوں نے اس اہم مسئلہ میں کوتاہی کی ہے اور اس کی بنا پر لوگوں نے بھی جس حالت میں ہیں اسی میں پڑے رہنے کی عادت کر لی ہے اور مستقبل میں تابندہ اور روشن دنیا پانے کے لئے کوشش نہیں کی ہے اور کمال افسوس ہے کہ غیبت ابھی تک باقی ہے۔

ابھی بھی ہمارے سماج کی اکثریت ایک طرح کی سماجی عادت ''ظہور امام (عج) کے مسئلہ سے غفلت'' کا شکار ہے اور قانون وراثت کی دلیل کی بنا پر اس نے اسے ماضی کی نسلوں سے ترکہ میں لیا ہے جس کی بنا پر ہمارا سماج آج بھی جمود کا شکار ہے جب کہ اگر کوئی سماج غلط عادتوں کو ترک کر دے اور خود کو انسانی قیمتی صفات سے آراستہ کر لے تو وہ

بلند مقام حاصل کرسکتا ہے۔

حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں:

بغلبة العادات الوصول الی اشرف المقامات. (۱)

عادات پر غلبہ کے ذریعہ انسان عالی اور بلند مقامات تک پہنچ سکتا ہے۔

ہمارے سماج کو چاہئے کہ اپنے اندر انتظار کی حالت پیدا کرے اور منجی عالم حضرت بقیت اللہ ارواحنا فداہ کے لئے دعا کر کے عصر غیبت کی تیرگی سے غفلت کی دیرینہ عادت کو ترک کرے اور دل و جان سے امام عصر (عج) کی حکومت عدل کے قائم ہونے کے لئے بارگاہ پروردگار میں دعا کرے۔

اپنی فکری روش تبدیل کریں

روحی پیش قدمی اور فکری تغیر کے ذریعہ اپنے اندر خاص تبدیلیاں پیدا کریں اور وہ افراد جو امام زمانہ (عج) اور اپنے سید و سردار سے غافل ہیں اپنے راستہ کو جدا کریں اور یقین رکھیں کہ جس طرح جسمانی باپ کی نسبت لاپرواہی اور غفلت بڑا گناہ ہے اسی طرح معنوی باپ کی نسبت لاپرواہی اور بے توجہی بھی بہت ہی عظیم گناہ ہے اور یہ نہایت تاریک انجام کا باعث ہوگی۔

اور اگر ابھی تک امام عصر ارواحنا فداہ کی نسبت غافل رہے ہیں اور آنحضرت (عج) کے حیات بخش ظہور کی فکر میں نہیں رہے ہیں، اگر ابھی تک امام عصر کے ظہور کے

.....

(۱) شرح غرر الحکم ج ۳ ص ۲۲۹.

باعظمت دن کے آنے کے لئے دعا کرنے والوں میں نہیں تھے، اگر ابھی تک ہمیں علم نہیں تھا کہ امام زمانہ اور اپنے مولا و آقا کی نسبت ہمارا فریضہ کیا ہے تو اس وقت ہم کو اس حقیقت کا علم ہو گیا اور ہم اچھی طرح واقف ہو گئے کہ غیبت کے زمانہ میں لوگوں کا شرعی وظیفہ اور زیادہ سنگین ہے اور خود کو غفلت سے نجات دیتے ہوے ایک مردانہ ارادے اور مستحکم عزم کے ساتھ اپنے ماضی کا جبران کریں اور حضرت بقیت اللہ کے انتظار کی راہ میں تلاش و کوشش کے لئے قدم بڑھائیں اور ہمیں علم ہونا چاہئے کہ ولایت کو چاہنے والوں اور اس سے محبت کرنے والوں کی نسبت آنحضرت (عج) کا لطف باعث ہوگا کے گذشتہ معاف کر دیا جائے اور آنحضرت کا مہربان قلب ہماری غلطیوں سے چشم پوشی کر لے۔

کیا حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کے ان تمام مظالم وستم کے بعد نہیں فرمایا:

لاتثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم و ھو ارحم الر احمین (۱)

آج تمہارے لئے کوی سرزنش نہیں ہے پروردگار عالم تمہیں بخش دیگا اور وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

ہم کو یقین ہونا چاہئے کہ انسان کی عظیم روح اس لئے نہیں ہے کہ مادی اور دیگر بے اہمیت مسائل سے وابستہ ہو بلکہ اسے اس لئے خلق کیا گیا ہے کہ معنوی مسائل سے آشنا ہو پروردگار عالم اور اس کے جانشینوں کو پہچانے اور الہی مسائل کی طرف راغب ہو یہی انسان کی خلقت کا ہدف ہے کیا زیبا ہے جو انسان سید بحرالعلوم اور مرحوم شیخ انصاری کی

.....

(۱) سورۂ یوسف آیت ۹۲.

طرح امام عصر سے رابطہ پیدا کر سکے وہ اپنی روح کو مادی افکار میں غرق کر کے اپنے وجود کو غفلت کی قید و بند میں جکڑ دے؟

کیا شائستہ ہے وہ انسان جو خاندان وحی کی شناخت کے باعث معنوی فضا میں پرواز کرے وہ اپنے بال و پر توڑ کر قید خانہ دنیا میں خود کو شیاطین کا اسیر بنالے؟ کیا شائستہ ہے انسانوں کی اربوں آبادی کے درمیان پورے عالم میں معدودے چند افراد عصر غیبت کے کمر شکن مفاسد سے آشنا ہوں؟ کیوں تمام انسان اپنی انسانی قدر سے باخبر نہ ہوں؟ اور نہ ہی انھیں یہ علم ہو کہ صرف اس صورت میں ان کی قدر و منزلت ہے کہ جب اس دنیا میں اپنی توجہ پروردگار عالم اور اس کے جانشین کی طرف متمرکز کریں؟

اگر سارے انسان ایسے مقام کی لیاقت نہیں رکھتے اور یہ مقام ایک خاص گروہ کا ہے تو ہم اور آپ کیوں اس جماعت میں نہ ہوں؟

کاروان رفت و تو در خواب و بیابان در پیش

کَی روی؟ رہ زکہ پرسی؟ چہ کنی ؟ چون باشی

عالم ہستی کے امیر کی جانب

جو بھی سچی طرح امام عصر ارواحنا فداہ کی تلاش میں ہوگا اور آنحضرت (عج) کی راہ میں خدمت کرے گا اور اس ماہ عالم کے ظہور میں تعجیل کے لئے کوشش کرے گا تو اسے یقین رکھنا چاہئے کہ بالآخر وہ راستہ اسے ایسی جگہ لے جائے گا جہاں اس محبوب عالم کی طرف ایک دریچہ کھلتا ہو، لہٰذا آنحضرت (عج) کی نسبت مدد اور فداکاری کہ جس کے ہاتھوں کو عصر غیبت نے اسی طرح باندھ ڈالا ہے جیسے دشمنوں نے اولین مظلوم ہستی

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے گلے میں ریسمان ڈالا اوران بزرگوار کے ہاتھوں کو باندھ دیا تھا)لہٰذا خاموش نہ بیٹھیں اور آنحضرت (عج) کے ظہور میں تعجیل کے لئے کوشش کر کے غیبت کی رسی کا کم ازکم ایک تار تو ڑ دیں۔

اطمینان رکھیئے اگر کوئی آنحضرت (عج) کی راہ میں کوشش اور فداکاری کرے اور کسی فریب کاری کی فکر میں نہ ہوتو بلا شبہ اس پر حضرت (عج) کی عنایت ہوگی اور آنحضرت (عج)ایک کلام، یا پیغام، یا ایک نگاہ کے ذریعہ ضرور اس کے قلب کو شاد کریں گے اس لئے کہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی کسی کی حقیقی تلاش میں ہو اور اس کے لئے کوشش کرے اور سرانجام اپنے کامل مقصود یا حداقل کچھ حصہ بھی نہ پائے۔

حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں:'' **من طلب شیئاناله او بعضه** (۱) جو کسی چیز کی تلاش میں ہو وہ اسے پوری طرح یا اس کا کچھ حصہ ضرور پائے گا۔

آپ اطمینان اور یقین رکھیں کہ یہ اگر چہ غیبت کا تیرہ وتاریک دور ہے ولایت حضرت بقیت اللہ ارواحنا فداہ کے ظاہر ہونے کا زمانہ ابھی تک نہیں آیا ہے لیکن اس کے باوجود آنحضرت (عج) دائرہ امکان کے قطب اور امیر ہستی ہیں اور آنحضرت (عج) کی ولایت مطلقہ نے سارے عالم کو اپنے اندر لے رکھا ہے۔

آنحضرت (عج) کی زیارت میں پڑھتے ہیں:

السلام علیک یا قطب العالم.

.....

(۱)شرح غرر الحکم ج۵ص۳۰۵.

اے عالم ہستی کے قطب آپ پر ہمارا سلام ہو۔

غیبت کے تاریک دور میں اسی طرح ظہور کے نورانی زمانہ میں اس مقدس وجود کے نور کے زیر سایہ اس کائنات کی ہر شئی اپنی حیات کو جاری رکھے ہوے ہے اور رکھے گی، اور آنحضرت (عج) کی امامت ورہبری کی ممنون کرم ہے اور نہ صرف اس عالم کے مادی ذرات بلکہ جو مسیحا نفس ہیں وہ بھی ان بزرگوار کے حکم اور فرمان کے تابع ہیں بلکہ خود حضرت عیسیٰؑ کو دم مسیحائی بھی آنحضرت (عج) اور ان کے اباؤ اجداد طاہرینؑ کے طفیل میں حاصل ہے اور نہ صرف ظہور کے زمانہ میں بلکہ اس وقت بھی آنحضرت کی امامت کے پرچم کے زیر سایہ فرائض کو انجام دینے میں مشغول ہیں۔

حضرت (عج) کی زیارت میں پڑھتے ہیں:

السلام علیک یا امام المسیح .

اے مسیح کے امام آپ پر سلام ہو۔

یہ امامت ورہبری حضرت (عج) کے ظہور کے پرشکوہ زمانے سے مخصوص نہیں ہے بلکہ اس وقت بھی حضرت عیسیٰؑ اپنے اس عظیم مقام کے باوجود، آنحضرت (عج) کی امامت ورہبری کی اتباع اور ان کے نقش قدم پر گامزن ہونے پر مفتخر ہیں۔

تمام نجیب ونقیب افراد اور اولیاء خدا اتباع نفس سے دست بردار ہو گئے ہیں اور عمل میں کوئی حیلہ درکار نہیں ہے اور انھیں پروردگار عالم کے نزدیک جو قدر واہمیت حاصل ہوئی ہے، **انھوں نے اس زمانے میں مقام نورانیت اور نور عالم ہستی کی راہ یا دریچہ پالیا** ہے، اور امام عصر ارواحنا فداہ انہیں برتر افراد کی موجودگی سے غیبت کی غربت کی تلافی

کرتے ہیں روایت میں ہم پڑھتے ہیں:

وما بثلاثین من وحشةٍ(۱)

(حقیقی چاہنے والوں میں) تیس افراد کے ہونے کے بعد آنحضرت (عج) کے لئے تنہائی نہیں ہے۔

گذشتہ مطالب کے بیان کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ غیبت کا قطعی یہ معنی نہیں ہے کہ موجودات عالم سے حضرت بقیت اللہ ارواحنافداہ کی غیبی مدد کو اٹھالیا گیا ہے اور آنحضرتؑ کسی کی دستگیری نہیں فرماتے اور نہ ہی کسی پر نور و نورانیت کا دریچہ وا ہوتا، بلکہ جس طرح ہم نے عرض کیا وہ افراد جو صداقت کے ساتھ آنحضرت کی طرف قدم بڑھاتے ہیں اور امام کے معارف کے بحر بیکراں سے مستفید ہونے کے لئے امام عصر ارواحنافداہ کے ظہور کے پرشکوہ دور کے آنے کے لئے لحظہ شماری کر رہے ہیں وہ حضرت کے پیغام یا ایک نگاہ کے ذریعہ اپنے قلب کو استوار سے استوارتر کر لیتے ہیں ہاں اس طرح کے افراد کسی حیلہ و مکر کی فکر میں نہیں ہیں اور ہمارے لئے ان کا پیغام یہ ہے۔

فَاخْلَعْ نَعْلَيْکَ إِنَّکَ بِالْوَادِی الْمُقَدَّسِ طُوًی (۲) اپنی جوتی اتار دو اور دیکھو ابھی تک اپنے پاؤں کو کس طرح تکلیف دی اور اس طرح امیر عالم ہستی، اور قطب عالم امکانی تک پہنچنے سے باز رہے ہیں۔

افسوس ہم میں سے بعض افراد نہ صرف حیلہ و مکر کو اپنے آپ سے دور نہیں کرتے بلکہ

---

(۱) بحار الانوار ۵۲/۱۵۳.

(۲) سورۂ طٰہٰ آیت ۱۱.

دوسروں میں بھی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور انھیں بھی آزردہ کرتے ہیں اس طرح کے افراد نیش زبان سے زیادہ اپنے احباب کے دل میں خنجر چبھاتے ہیں، اس لئے کہ شیطانی سرگوشیوں کی بنا پر ہر ایک کو راہ راست سے باز رکھنا چاہتے ہیں، گویا انھیں اس کا علم نہیں ہے کہ آنحضرت (عج) کی راہ کی مخالفت آنحضرت (عج) کے واقعی دوستوں سے دشمنی اور ان بزرگوار سے دشمنی ہے کیا حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے نہج البلاغہ میں نہیں فرمایا ہے:

أصدقاؤک ثلاثة، وأعداؤک ثلاثة، فأصدقاؤک صديقک، وصديق صديقک، وعدوّ عدوّک، وأعداؤک عدوّک، وعدوّ صديقک، وصديق عدوّک،(۱)

تمہارے تین دوست ہیں اور تین دشمن ہیں۔

لیکن دوست: (۱) خود تمہارے دوست (۲) تمہارے دوست کے دوست، (۳) تمہارے دشمن کا دشمن۔

اور دشمن: (۱) خود تمہارے دشمن (۲) تمہارے دوست کے دشمن (۳) تمہارے دشمن کا دوست۔

لہٰذا کیا امام عصر (عج) کے دوستوں سے دشمنی کرنا ان بزرگوار کی مخالفت نہیں ہے؟ اس گفتگو کو ترک کریں اس لئے کہ یہ سب کو اچھی نہیں لگے گی اس وقت ریگ اور

.....

(۱) نہج البلاغہ کلمات قصار ۲۹۵.

ریگزار زیادہ ہیں اور تپتے ہوے بیابانوں میں ریگ گرم قابل شمار نہیں ہیں اور قحط اور سوکھے نے اپنا کریہہ چہرہ ہر ایک پر ظاہر کر دیا ہے اور بارش کی فکر نے ہر ایک کو پریشان کر رکھا ہے اور کچھ نماز استسقاء پڑھنے کے لئے چل پڑے ہیں۔

لیکن آب رحمت کی غیبت کو سیکڑوں سال گذر چکے ہیں اور لوگ اس کے مادی و معنوی فائدے سے محروم ہیں افسوس وہاں تک پہنچنے کی کوشش نہیں کرتے، بارش کی فکر میں ہیں جبکہ بارش آنحضرت (عج) کے وجود بابرکت کی بنا پر ہوتی ہے۔

کیا ہم زیارت جامعہ میں نہیں پڑھتے ہیں، **بکم ینزّل الغیث**، آپکی وجہ سے باران رحمت آتی ہے، لیکن ایسے ہی تھا اور ہے کہ اصل کو بھلا دیتے ہیں اور فرع کی تلاش میں رہتے ہیں بالکل اسی طرح کہ ہم مسبب الاسباب کو فراموش کر دیتے ہیں اور اسباب کے حصول میں لگ جاتے ہیں۔

حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کی طرف توجہ ضروری ہے۔

ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت بقیت اللہ الاعظم (عج) کی طرف توجہ کا نتیجہ پروردگار عالم کی طرف توجہ ہے بالکل اسی طرح بقیہ ائمہ طاہرین علیہم السلام کی طرف توجہ رب العزت کی طرف توجہ ہے لہذا ائمہ اطہارؑ کی زیارت ان سے توسل، پروردگار عالم کی طرف توجہ کا باعث ہے، چنانچہ جو بھی پروردگار عالم سے تقرب کا قصد رکھتا ہو اسے چاہئے ائمہ طاہرین علیہ السلام کی طرف توجہ کرے۔

ہم زیارت جامعہ میں پڑھتے ہیں:

وَمَنْ قَصَدَهُ تَوَجَّهَ بِكُمْ.

جو بھی اس (پروردگار عالم) کا قصد کرے وہ آپ کی طرف توجہ کریگا۔

انسان ائمہ اطہارؑ کی طرف توجہ کر کے نہ صرف ترقی اور کامیابی کے اسباب کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے بلکہ موانع اور وہ گناہ جو عالی مقامات تک پہونچنے کی راہ میں رکاوٹ ہیں انہیں دور کرتا ہے اس لئے کہ امام عصر ارواحنافدا کی طرف توجہ اسی طرح بقیہ ائمہ اطہارؑ کی طرف توجہ کے ذریعہ انسان پر الٰہی رحمت ومغفرت کا باب کھل جاتا ہے اور اس کے دل سے باطنی تیرگی دور ہوجاتی ہے حضرت باقر العلوم علیہ السلام امیر المومنین علیہ السلام کے کلام (انا باب الله) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

یعنی من توجه بی الی الله غفرله(۱)

یعنی جو بھی ہمارے ذریعہ پروردگار عالم کی طرف توجہ کرے بخش دیا جائے گا۔

لہٰذا باب اللہ کی طرف توجہ کرنے کے ذریعہ انسان مورد بخشش قرار پاجاتا ہے اور اس کے گناہ اور روحی رکاوٹیں دور ہوجاتی ہیں۔

گرچہ چودہ معصومین علیہم السلام اس مقام نورانیت کا مالک ہونے کی بنا پر ہر زمانہ اور ہر عصر پر محیط ہیں، اور لوگوں کو چاہئے کہ ہر عصر اور ہر زمانہ میں ان کی طرف توجہ رکھیں لیکن زمانہ کے آگے بڑھتے رہنے اور تغییر ہونے کی بنا پر ہر زمانہ کے انسان کو چاہئے کہ

.....

(۱) بحار الانوار: ۳۹/۳۴۹.

اس دور کے امام پر زیادہ توجہ دے، اس جگہ اس روایت پر توجہ فرمائیں:

عن عبد اللّٰه بن قدامة الترمدی، عن أبی الحسن علیه السلام قال من شکّ فی أربعة فقد کفر بجمیع ماأنزل اللّٰه عزّوجلّ، احدها معرفة الامام فی کل زمان وأوان بشخصه ونعته.(۱)

حضرت نے فرمایا جو چار چیزوں کے متعلق شک کرے وہ ان تمام چیزوں کی نسبت کافر ہوگیا ہے جن کو پروردگار عالم نے نازل فرمایا ہے، اور اپنے زمانہ کے امام کی شناخت پیدا کرنا ان میں سے ایک ہے یعنی انسان اپنے زمانہ کے امام کو انھیں صفات کے ساتھ پہچانے جن کا وہ مالک ہے، لہذا ہر زمانہ میں اس وقت کے امام کی شناخت ومعرفت ہر ایک پر واجب ہے اور جو اپنے زمانہ کے امام کی معرفت رکھتا ہو اور اس کی عظمت سے باخبر ہو لیکن اس سے بے توجہ ہو یہ کیسے ممکن ہے؟

لہٰذا گرچہ دیگر ائمہ اطہار کی طرف اس کی توجہ ہو لیکن امام عصر ارواحنا کی نسبت غفلت اور بے توجہی اور ان کے اوصاف وخصوصیات اور بلند مرتبہ کو نہ پہچاننا صحیح نہیں ہے، اس عصر اور زمانہ میں ہمارا فریضہ یہ ہے کہ حضرت بقیت اللہ ارواحنا فداہ جن کی امامت کے زمانہ میں ہم ہیں، ان پر خاص توجہ رکھیں۔

.....

(۱) بحارالانوار ج ۷۲/۱۳۵.

وہ دعا جسے ایک معروف عالم دین مرحوم ملا قاسم رشتی کو تعلیم فرمایا اس میں آپ نے تاکید کی ہے کہ اسے دوسروں کو بھی تعلیم دو اگر کوئی مومن کسی بلا میں گرفتار ہو اور اسے پڑھے تو یہ مجرب اثر رکھتی ہے، ہم اس طرح پڑھتے ہیں:

"یا محمد یا علی یا فاطمة یا صاحب الزمان أدرکنی ولاتهلکنی"

جب آپ نے اسے اس طرح دعا تعلیم فرمائی تو ان کا بیان ہے کہ میں نے تھوڑی دیر صبر کیا، تو آپ نے فرمایا کیا اس عبارت کو غلط سمجھتے ہو۔

ہم نے عرض کیا ہاں: چوں کہ اس میں صرف چار افراد کو مخاطب کیا گیا ہے اور اس کے بعد جو فعل آیا ہے اسے جمع ہونا چاہئے۔

آپ نے فرمایا: تم بھول رہے ہو اس لئے کہ اس زمانہ میں عالم کو نظم دینے والے حضرت بقیت اللہ ہیں اور ہم اس دعا میں حضرات محمدؐ علیؑ فاطمہؑ کو ان بزرگوار کے یہاں شفاعت کے لئے پکارتے ہیں اور مدد صرف آنحضرت (عج) سے چاہتے ہیں۔(۱)

اس نکتہ پر توجہ رکھنی ضروری ہے کہ جس طرح پیغمبر اسلامؐ کے اور حضرت علی بن ابی طالبؑ کے زمانہ میں جناب "سلمان فارسیؓ" "ابوذر غفاریؓ" "مقدادؓ" اور دیگر اولیاے خدا ان حضرات سے متمسک تھے اور ان کے شمع وجود کے گرد مثل پروانہ اکٹھا رہتے تھے اسی طرح امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے زمانہ میں اس وقت کے اولیاے خدا ان کے

(۱) مرحوم عراقی کی کتاب "دار السلام" ص ۳۱۷، ہم نے اس واقعہ کو "صحیفہ مہدیہ" پر نقل کیا ہے۔

پاس آتے یا ان سے رجوع کرتے تھے اور ان کی یاد سے غفلت نہیں کرتے تھے۔

دعاے ندبہ میں پڑھتے ہیں:

این وجه الله الذی الیه یتوجه الاولیاء ؟

کہاں ہے وہ چہرۂ الٰہی جس کی طرف اولیائے خدا توجہ کرتے ہیں؟

لہٰذا اس زمانہ میں بھی پروردگار عالم کے بزرگ اولیا اپنے زمانہ کے امام سے متمسک ہیں گرچہ وہ ہمارے درمیان ناشناختہ ہیں لیکن آنحضرت (عج) سے ان کا رابطہ برقرار ہے اور ان کے فرمودات سے مستفید ہوتے رہتے ہیں زیارت آل یٰسٓ میں پڑھتے ہیں:

السلام علیک حین تقرء و تبیّن .

آپ پر سلام ہو اس وقت جب آپ (قرآن) تلاوت کرتے ہیں اور (اس کے اسرار) بیان فرماتے ہیں۔

لہٰذا ہر عصر اور زمانہ میں انسان کو چاہئے کہ اپنے زمانہ کے امام پر خاص توجہ رکھے اس جگہ اس روایت پر توجہ فرمائیں، جو امام رضا علیہ السلام سے نقل ہوئی ہیں:

عن مولانا الرضا عن آبائه علیهم السلام قال: قال رسول اللّٰه صلی الله علیه و آله وسلم فی قول اللّٰه تبارک وتعالیٰ: ﴿یَومَ نَدعُوا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِم﴾ (۱) قال: یدعی کلّ قوم بامام زمانهم و کتاب اللّٰه وسنة نبیّهم.(۲)

---

(۱) سورۂ اسراء آیت ۷۱.

(۲) بحار الانوار ج ۸ ص ۱۰.

حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنے اباء کرام سے نقل فرمایا ہے کہ رسول خداؐ نے پروردگار عالم کے اس قول (اس روز جب تمام انسانوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے) کے متعلق فرمایا: ہر گروہ اپنے زمانہ کے امام، کتاب خدا اور سنت پیغمبرؐ کے ساتھ پکارا جائے گا کہ آیا اس نے اپنے زمانہ کے امام کتاب خدا، اور سنت پیغمبرؐ کی نسبت جو اس کے فرائض تھے انھیں انجام دیا ہے، یا نہیں دیا؟۔

لہٰذا روز قیامت امامت کے اہم مسئلہ اور اپنے امام کی معرفت کی نسبت شناخت یا اس سے کوتاہی کے متعلق سوال ہوگا۔

اور آنحضرت (عج) کی طرف توجہ کی ایک اہم صورت ان دعاؤں، نمازوں اور زیارتوں کا پڑھنا ہے جو آنحضرت (عج) کے متعلق ائمہ اطہار علیہم السلام سے وارد ہوئی ہیں یا خود اس مقدس و بابرکت وجود کی طرف سے صادر ہوئی ہیں۔

امام عصر ارواحنافداہ کے دوسرے نائب جناب مولانا محمد بن عثمان سے جو درخواست احمد بن ابراہیم نے کی تھی اس پر انھوں نے یہ تاکید فرمائی۔

توجه اِلَیْهِ بالزیارة (۱)

حضرت کی طرف توجہ زیارت کے ذریعہ کرو۔(۲)

.....

(۱) بحار الانوار: ۵۳/۱۷۴.

(۲) یہاں مقصود زیارت ندبہ ہے کہ جسے اس کتاب میں زیارت کے باب میں ہم بیان کریں گے.

اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ زیارتیں اور وہ دعائیں جو حضرت کے متعلق وارد ہوئی ہیں ان کے ذریعہ انسان آنحضرت (عج) کی طرف توجہ کر سکتا ہے اور اپنے قلب و باطن کو آنحضرت (عج) کی طرف مجذوب کر سکتا ہے امام عصر ارواحنا فداہ کی شخصیت و منزلت اور ہجر و فراق کا غم واندوہ نہ صرف آنحضرت (عج) کی غیبت کے زمانہ میں بلکہ ائمہ اطہار علیہم السلام کے زمانہ میں اس کا ذکر رہا ہے اور اہل بیت عصمتؑ میں ہر ایک نے حضرت بقیت اللہ ارواحنا فداہ کی شخصیت اور مقام کو بیان فرمایا ہے اور اس جان عالم کی غیبت و فراق پر اظہار افسوس کیا ہے۔

درحقیقت اہل بیت علیہم السلام نے نہ صرف اپنے بیان سے لوگوں پر لازم فرمایا ہے کہ عالم ہستی کے سرور کی یاد میں رہیں اور آنحضرت کی غیبت اور فراق میں اندوہگین و غمزدہ رہیں بلکہ عملاً بھی آنسو بہانے اور حضرت کی طولانی غیبت پر بھرے ہوئے دل سے آہ سرد بھرنے کے ذریعہ ہر ایک کو انتظار کا سبق دیا ہے، لیکن افسوس شیعہ اس اہم مسئلہ سے جو ان کی دنیوی اور اخروی زندگی میں نہایت اہم اثرات کا حامل ہے، غفلت برتتے ہیں اور اسے بھلا رکھا ہے۔

وہ بزرگ افراد جن کا وظیفہ تھا اور ہے کہ لوگوں کو عالم ہستی پر بہت ہی اہم اثرات مرتب کرنے والے نہایت اہم موضوع سے باخبر کریں انھوں نے تساہلی کی اور شیعہ معاشرے کی غفلت و بے توجہی کی وجہ سے ماضی کی طرح حال بھی حضرت بقیت اللہ کے ظہور کی نعمت سے محروم ہے اور سرور عالم (عج) کی دوری و فراق کی وجہ سے عالم ہستی علمی و معنوی مراحل میں تکامل کی نعمت سے محروم رہا ہے اور زبردستی و استبداد اہل عالم پر حاکم

ہے اور لعنت شدہ جبتری حکومت کے جاری رہنے کی وجہ سے اربوں مسلمان اور غیر مسلمان عوام اس کے خونی جنگل کے اندر گرفتار ہیں۔

ہمارا سماج دنیوی مسائل میں غرق ہے اور اس طرح اس کے اسباب پر اس کی نگاہیں گڑی ہوئی ہیں کہ اس نے مسبب الاسباب کو فراموش کر دیا ہے، دنیا دار اسباب ہے اور ہمیں چاہئے کہ اپنے کاموں کے لئے اسباب و وسیلہ کی تلاش میں رہیں لیکن نہ اس حد تک کہ وسیلہ اور سبب کی تلاش میں مسبب الاسباب کو ہی بھول جائیں، ہمارا سماج اس پروردگار عالم سے بے توجہ ہے جس نے اس کائنات کو وجود بخشا ہے، اور اس کے ولی و جانشین سے بھی غافل ہے، حضرت امام عصر ارواحنا فداہ کی نسبت عوام کی غفلت اور بے توجہی کا ایک سب سے اہم عامل ان بزرگوار کی شخصیت و منزلت کی صحیح واقفیت کا نہ ہونا ہے جبکہ معصومین علیہم السلام کی روایت میں اس کی تصریح ہوئی ہے' افسوس بہت سے افراد جن کا فریضہ ہے کہ ان حقائق کو عوام تک پہنچائیں اور انھیں عالم وجود کے سرور اور رہبر کائنات کی طرف متوجہ کریں لیکن وہ اس امر میں کامیاب نہیں ہوے ہیں۔

یہاں جو کچھ برادران یوسفؑ نے حضرت یعقوبؑ سے کہا وہی ہم حضرت امام عصر ارواحنا فداہ سے عرض کرتے ہیں

اور اس طرح اپنے رحم دل اور مہربانی کرنے والے امام (عج) سے عفو اور بخشش چاہتے ہیں:

یا ابانا استغفر لنا ذنوبنا انا کنا خاطئین (۱)

.....

(۱) سورۂ یوسف آیت ۹۷.

اے ہمارے بابا جان ہمارے گناہوں کے لئے استغفار فرمایئے بلا شبہ ہم خطا کار تھے۔

امید ہے ہمارے ماضی کی نسبت آنحضرت (عج) کی بخشش اور عفو ہمارے آئندہ کی تلافی ہو اور ہم ان بزرگوار کی یاد میں رہیں اور جتنی بھی ہم میں قوت ہے اسے دوسروں کو اس مقدس وجود کی طرف راغب کرنے میں صرف کریں اور ان بزرگوار کی طرف متوجہ کریں۔

ظہور کا انتظار یا ظہور کا اعتقاد

انتظار کا معنی صرف ظہور کے قبول کرنے کے لئے آمادہ ہونا نہیں ہے بلکہ اس کے علاوہ اس کی فکر میں رہنا اور اس کی آرزو رکھنا بھی ضروری ہے ممکن ہے بہت سے افراد کے پاس مہمان کی ضیافت کے امکانات ہوں لیکن نہ تو انھوں نے کسی کی دعوت کی ہو اور نہ ہی کسی کے منتظر ہوں، تو اس طرح کے افراد کو صرف ضیافت کا امکان رکھنے کی بنا پر کسی کا منتظر نہیں کہا جا سکتا اس لئے کہ نہ تو وہ مہمان کے آنے کے آرزومند ہیں اور نہ ہی نہ آنے پر آزردہ ہوں گے۔

اس بیان سے واضح ہو جاتا ہے کہ انسان اپنی ذاتی تربیت و اصلاح میں اس وقت تک کمی محسوس کرتا ہے جب تک وہ اس روز پر توجہ نہ رکھے کہ جب پورے عالم سے ظلم وستم کا صفایا ہو جائے گا۔

چنانچہ جو اس طرح ہے اس نے اپنے ایک بڑے وظیفے یعنی پوری دنیا سے ظلم وفساد کے خاتمہ کے انتظار کو فراموش کر دیا ہے۔

بلفظ دیگر خود اس کی تربیت اور اصلاح نفس کا تکامل اور عروج کی منزل پر پہنچنا اس صورت میں ممکن ہے، جب **انسان پورے عالم سے ظلم وستم کے خاتمہ کا منتظر ہو اور صرف اپنے نفس کی تہذیب کے متعلق فکر نہ کرے۔**

لہٰذا جو اپنے نفس کی اصلاح کے لئے کوشاں ہے اسے چاہئے مصلح عالم کا منتظر رہے۔

اس مقام پر جس نکتہ پر توجہ کرنی چاہئے وہ یہ ہے کہ انتظار اور اس کے عقیدے میں بہت زیادہ فرق ہے سارے شیعہ بلکہ دنیا کی بہت سی دوسری قومیں ایسے مصلح کے ظہور کا عقیدہ رکھتی ہیں کہ جو دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیگا لیکن وہ سب کے سب جو اس واقعیت پر عقیدہ رکھتے اس کے تحقق کے منتظر نہیں ہیں۔

جو امام زمانہ ارواحنا فداہ کا منتظر ہے اسے چاہئے کہ عقیدے کے علاوہ آنحضرت (عج) کی دید کا بھی منتظر ہو اور انتظار وامید کی بنا پر عمل کرے۔

وہ تمام روایتیں جس میں مسئلہ انتظار کا ذکر ہوا ہے وہ اس بات کی دلیل ہیں کہ انسان لازمی طور پر آنحضرتؑ کے ظہور اور ان کی دید کی آرزو اور امید رکھے، اس لئے کہ اگر انتظار وامید نہ ہو اور انسان آنحضرت (عج) کے ظہور کے زمانہ سے مایوس ہو تو وہ کیسے ان روایات پر عمل کرسکتا ہے جو انسان کو انتظار وآرزو کا سبق دیتی ہیں؟!

لہٰذا ظہور کے عقیدے کے علاوہ اس زمانے کی دید کی امید، ان روایات کی رو سے ہمارا فریضہ ہے جو ہمیں انتظار کا سبق سکھاتی ہیں، اور ہر فرد کا فریضہ ہے کے ظہور کی فکر میں ہو اور اس وقت حضور کی آرزو رکھتا ہو، اپنی زندگی میں عصر ظہور کی امید رکھے اور عافیت کے ساتھ عصر ظہور کی دید کے لئے دعا کرے۔

اہل بیت علیہم السلام کے کلمات میں امام عصر (عج) کی عظمت

امام عصر ارواحنا فداہ کی عظمت سے واقفیت انتظار کی راہ پر چلنے کے لئے بہت ہی موثر ذریعہ ہے لہذا اس کے متعلق وضاحت کر رہے ہیں:

وہ روایتیں جو حضرات اہل بیت علیہم السلام سے امام عصر ارواحنا فداہ کی شخصیت و عظمت کے متعلق وارد ہوئی ہیں آدمی کو لرزہ براندام کر دیتی ہیں اور وہ سکتہ میں آجاتا ہے۔

یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ اتنے سارے روح کی گہرائی پر اثر انداز ہونے والے کلمات کے باوجود ہمارے سماج نے (طاؤوس اهل الجنة) بہشتی طاؤس کی جگہ پر زاغ و زغن کو دل سے لگالیا ہے؟ اتنی غفلت کیوں؟ اور اس درجہ فراموشی کس وجہ سے ہے؟ کیا علماء اور بزرگان دین نے اس راہ میں کوئی شائستہ کام انجام دیا ہے؟ کیا صاحبان قدرت اور حکام جو اپنے کو آنحضرت سے وابستہ سمجھتے ہیں انھوں نے آپ کے لئے کوئی خدمت انجام دی ہے؟ شیعہ ثروتمندوں اور قوت رکھنے والوں نے دین کے اس بنیادی اور حیاتی ترین عمل کے لئے کوئی سعی کی ہے؟ کیا عوام نے امام زمانہ علیہم السلام کی طرف توجہ کے ذریعہ اپنی دردناک حالت تبدیل کی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ عوام کا ہر گروہ اس غفلت میں کم و بیش شریک رہا ہے گرچہ کچھ عالم و غیر عالم افراد ایسے گذرے ہیں اور ہیں کہ انھیں اس کا قلق رہا ہے اور افسوس و حسرت کے عالم میں زندگی گذار دی ہے اور گذار رہے ہیں

اس موضوع کو چھوڑیں کہ حقیقت تلخ ہے، اور خود پسندوں کے دل کو تکلیف پہنچائے گی ،اس وقت خاندان وحی کے کچھ فرمودات کو پیش کرنا چاہتے ہیں تا کہ آپ کو اندازہ ہو کہ انھوں نے آپ کو کن عبارتوں سے یاد کیا ہے اور کس طرح لوگوں کو آنحضرت (عج) کی طرف متوجہ کیا ہے اور کس طرح لوگوں کو ان کے احترام کا سبق دیا ہے۔

۱: حضرت رسول اکرمؐ نے فرمایا:

ہمارے ماں باپ ان پر قربان جائیں وہ ہمارے ہمنام اور ہمارے شبیہ ہیں۔

اس کلام کو رسول اکرمؐ نے امام عصر (عج) کی غیبت کے افسوس ناک زمانہ کے تذکرہ کے بعد فرمایا:

سیکون بعدی فتنة صمّاء صیلم یسقط فیها کلّ ولیجة وبطانة، وذلک عند فقدان شیعتک الخامس من السابع من ولدک، یحزن لفقده أهل الأرض والسماء، فکم مؤمن ومؤمنة متأسف متلهّف حیران عند فقده. ثمّ أطرق ملیّاً ثمّ رفع رأسه وقال: بأبی وأمّی سمیّی وشبیهی وشبیه موسی بن عمران علیه جلابیب النور یتوقّد من شعاع القدس.(۱)

میرے بعد ایسا فتنہ ہوگا کہ جو لوگوں کو بہرا کر دیگا اور بہت ہی سخت مرحلہ ہوگا

(۱) کفایۃ الاثر: ۱۵۸، بحار الانوار: ج ۳۶ ص ۳۳۷ و ج ۵۱ ص ۱۰۹.

اس میں ہر برگزیدہ اور رازدار شخص گر پڑے گا اور یہ اس وقت ہوگا کہ جب تمہارے شیعہ تمہارے فرزندوں میں ساتویں امام کی (اولاد میں) پانچویں کو گم کر دیں گے اور ان کے غایب ہونے سے اہل آسمان وزمین غمگین ہوں گے، بہت سے باایمان عورت مرد ایسے ہوں گے کہ جو ان کی غیبت کے وقت محزون اور غمزدہ ہوں گے یہ کہنے کے بعد آنحضرتؑ نے آہستہ سے اپنا سر نیچے جھکا لیا اور پھر سر اوپر کر کے فرمایا:

ہمارے ماں باپ ان پر قربان وہ ہمارے ہمنام اور موسیٰ بن عمران سے مشابہت رکھتے ہیں ان کے (بدن) پر نورانی پیرہن ہے جو شعاع قدس سے جلاء حاصل کرتا ہے۔

۲: **حضرت امیر المومنین** علیہ السلام نے آپ کے متعلق فرمایا:

میری جان آپ پر قربان.....

اس کلام کی نسبت علامہ مجلسیؒ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی طرف دی ہے اور فرمایا ہے۔

وہ شعری دیوان جو حضرت امیر علیہ السلام سے منسوب ہے اس میں حضرت نے فرمایا:

فثمّ یقوم القائم الحقّ منکم

وبالحق یاتیکم وبالحقّ یعمل

سمیّ نبیّ اللہ نفسی فداؤہ

فلا تخذلوہ یا بنیّ وعجّلوا(۱)

یعنی پس اس وقت (ناشائستہ حکومتوں کے بعد) تم میں سے جو حق کو قائم کرے گا وہ اٹھ کھڑا ہوگا اور حق کو تمہارے لئے فراہم کرے گا اور اس پر عمل کرے گا۔

وہ پیغمبرؐ خدا کا ہم نام ہے ہماری جان اس پر قربان لہٰذا میرے بیٹے اس کی مدد میں کوتاہی نہ کرنا اور اس کی نصرت میں جلدی کرنا۔

۳: حضرت امیر المومنین علیہ السلام:

بہترین کنیز کے فرزند پر (ہمارے ماں باپ قربان جائیں (۲)

اولین مظلوم عالم حضرت امیر المومنینؑ نے امام عصر (عج) کے جسمانی اوصاف کو بیان کرنے کے بعد ایک جملہ کے ذریعہ جس کا تذکرہ ہم نے کیا ہے اپنے عظیم قلبی اشتیاق کا اظہار فرمایا ہے، اس روایت کو جابر جعفیؒ جو امام محمد باقر علیہ السلام کے اصحاب اور خاص لوگوں میں تھے نقل فرمایا ہے اس روایت میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے امام عصر (عج) کے جسمانی نیک صفات کو بیان کرنے پر اکتفا کی ہے اور آنحضرت کے معنوی خصائل و ملکوتی قدرت کو بیان کرنے سے پرہیز کیا ہے اس لئے کہ

.....

(۱) بحار الانوار: ج ۵۱ ص ۱۳۱.

(۲) حضرت نرجس خاتون علیہا السلام روم کی شاہزادی اور خاندان وحی سے ملحق ہونے کی غرض سے انھوں نے کنیزوں کا لباس پہنا اور حضرت بقیت اللہ الاعظم کی ماں ہونے کا افتخار حاصل کیا اور کنیزوں کا لباس پہننے اور کنیزوں میں مخلوط ہونے کی وجہ سے انھیں روایات میں بہترین کنیز کے عنوان سے یاد کیا گیا ہے۔

ایسے شخص سے گفتگو کر رہے تھے جو عالم خلق کی تمام تباہی وفساد کا باعث اور بنیادی علت ہے۔

اس وقت اس روایت پر توجہ کریئے:۔

جناب جابر جعفی کہتے ہیں: ہم نے امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوے سنا:

سایر عمربن الخطّاب امیر المؤمنین علیه السلام فقال: أخبرنی عن المهدیّ ما اسمه؟

فقال: أما اسمه فانّ حبیبی عهدالیّ أن لا احدّث باسمه حتّی یبعثه اللّٰه، قال فأخبرنی عن صفته،

قال: هو شابّ مربوع حسن الوجه حسن الشعر، یسیل شعره علی منکبیه، ونور وجهه یعلو سواد لحیته ورأسه، بابی ابن خیرة الاماء.(۱)

عمر بن خطاب امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ راہ چل رہے تھے

آپ سے عرض کیا: مجھے مہدی کے بارے میں خبر دیجئے ان کا نام کیا ہے؟

حضرت نے فرمایا: لیکن میرے حبیب نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ ان کا نام کسی کو نہ بتاؤں یہاں تک کہ پروردگار عالم انھیں مبعوث کرے۔

عمر نے عرض کیا: پس ان کی صفت بیان فرمایئے۔

.....

(۱) بحارالانوار ج۵۱ ص۳۶.

حضرت نے فرمایا: وہ چہار شانہ خوشرو حسین ان کے بال شانوں پر بکھرے ہوں گے اور ان کے چہرے کا نور ان کے بال اور داڑھی کی سیاہی پر ظاہر ہوگا، **اس بہترین کنیز کے فرزند پر ہمارے باپ قربان جائیں۔**

۴: **حضرت امیر المومنین علیہ السلام**

اس بہترین کنیز کے فرزند پر ہمارے ماں باپ قربان جائیں۔

اس کلام کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے دوسری مرتبہ تکرار فرمایا ہے اور حارث ہمدانی نے اسے حضرت امیر المومنینؑ سے نقل کیا ہے۔

حضرتؑ نے اس روایت میں حضرت بقیت اللہ (عج) کی شمشیر انتقام سے ظالموں کے ظلم وستم کے خاتمہ کا تذکرہ کیا ہے اور فرمایا ہے: **دنیا کے تمام ستمگروں کے منھ میں زہر کا کڑوا جام انڈیلیں گے** اس جگہ حضرت کے اس کلام پر توجہ دیں جو غمزدہ کے دل کو شاد کر دیتا ہے:

بأبی ابن خیرة الإماء– یعنی القائم من ولده علیه السلام یسومهم خسفاً، ویسقیهم بکأس مصبرة، ولا یعطیهم اِلّا السیف هرجاً. (۱)

بہترین کنیز کے فرزند پر ہمارے والد قربان جائیں، یعنی حضرت قائم (عج) جو آنحضرتؑ کی اولاد سے ہیں، ذلت اور خواری کو ان پر

(۱) مرحوم نعمانی کی الغیبۃ ص ۲۲۹.

تحمیل کریں گے اور وہ ظرف جو (بہت ہی تلخ دوا) صبر سے پر ہوگا ان (ستمگروں) کے منھ میں انڈلیں گے اور انہیں کوئی چیز سوائے فتنہ و آشوب کی شمشیر کے عطا نہ کریں گے۔

ہاں وہ دن ہے کہ جب سقیفہ میں بیٹھنے والوں اور ان کے وارثوں کی حکومت کا خاتمہ ہوگا اور وہ سبھی جام تلخ نوش کریں گے۔

۵: حضرت امیر المومنین علیہ السلام

میرے باپ بہترین کنیز کے فرزند پر قربان جائیں۔

حضرت امیر علیہ السلام نے اس جملہ کو ایک مرتبہ اور اپنے خطبہ کے درمیان فرمایا:

فانظروا أهل بيت نبيكم فان لبدوا فالبدوا وإن استنصروكم فانصروهم، ليخرجنّ اللّٰه برجل منّا أهل البيت، بأبى ابن خيرة الإماء لايعطيهم إلّاالسيف هرجاً هرجاً موضوعاً على عاتقة ثمانية. (۱)

اپنے پیغمبرؐ کے اہل بیتؑ کی طرف دیکھو اگر وہ چین سے بیٹھ جائیں تو تم بھی چین سے بیٹھ جاؤ اور اگر تمھیں مدد کے لئے بلایا تو ان کی مدد کرو، یقیناً پروردگار عالم ہم اہل بیت سے ایک مرد کو (ستمگروں کی نابودی کے لئے) پیدا کرے گا۔

.....

(۱) بحار الانوار ج ۵۱ ص ۱۲۱.

بہترین کنیز کے فرزند پر میرے باپ قربان جائیں ،انھیں (ستمگروں) کچھ نہ دیں گے مگر شمشیر، کیا معرکہ ہوگا! کیا آشوب ہوگا! آٹھ مہینے اپنے شانہ پر شمشیر رکھیں گے۔

اس خطبہ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام دنیا کی اصلاح، دنیا سے ستمگروں اور ظالموں کی نابودی کی خبر دے رہے ہیں اور فرماتے ہیں آٹھ مہینے اس زمین پر ستمگروں سے جنگ ہوگی، پھر پورے عالم میں صلح ومحبت برقرار ہو جائے گی۔

۶: **حضرت امیر المومنین** علیہ السلام

آہ! میں کس درجہ انھیں دیکھنے کا مشتاق ہوں۔

اس کلام کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام حضرت امام عصر ارواحنا فداہ کے نیک خصائل کو یاد کرنے اور فتنہ وفساد کے تذکرہ کے بعد فرمایا:

هاه –و اومأ بيده الى صدره–شو قاً الى رؤيته(۱)

آہ ! اور اپنے قلب کی طرف اشارہ کیا، ہم کس درجہ مشتاق ہیں کہ ان کی زیارت کریں۔

اس لئے کہ حضرت کو اپنے وسیع علم کی بنا پر معلوم تھا کہ سقیفہ میں جمع ہونے والے اس کا بیج چھوڑ جائیں گے اور اس کا فتنہ ایسے ہی جاری ہوگا اس کی آگ لمبے عرصہ تک پورے عالم کو سیاہ کرتی رہے گی تیرگی وبدبختی دنیا کے تمام لوگوں کا احاطہ کرلے گی اور یہ ظلم

(۱) بحار الانوار ج ۵۱ ص ۱۱۵۔

وستم اس وقت تک ہوتا رہے گا جب تک منتقم آل محمدؐ امام عصر (عج) اپنے ان ۳۱۳ رساتھیوں جنھوں نے تہذیب نفس کے ساتھ امر ولایت کو اپنی روح میں رچا بسا رکھا ہے کے ساتھ قیام کریں گے اور دنیا کے تمام مظلوموں کا بدلہ ظالمین سے لیں گے۔ اگر سقیفہ کے تاریک ایام میں اپنی جان کی بازی لگانے والے مددگار عالم کے اولین مظلوم حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ ہوتے تو دشمن خانہ وحی کو آگ نہیں لگا سکتے تھے عالم ہستی کے امیر کے گلے میں رسی کا پھندا نہیں ڈال سکتے تھے اور ماہ عالم کے چہرے کو نیلا نہیں کر سکتے تھے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنے ایک خطبہ میں فرماتے ہیں:

فنظرت فاذا لیس لی معین اِلّا أهل بیتی فضننت بهم عن الموت، وأغضیت علی القذی، وشربت علی الشّجی، وصبرت علی أخذ الکظم، وعلی أمرّ من طعم العلقم. (۱)

چونکہ مخالفین نے خلافت کو جو کہ ہمارا حق تھا غصب کر لیا (اپنے امر میں ہم نے فکر کیا) تو دیکھا سوائے میرے اہل بیت کے میرا کوئی مددگار نہیں ہے میں اس پر راضی نہیں ہوا کہ وہ قتل ہوں اور وہ آنکھ جس میں تنکا چلا گیا تھا اسے بند کر لیا' جبکہ اس نے میرے گلے کی ہڈی کو جکڑ

(۱) نہج البلاغہ فیض الاسلام خطبہ ۲۶ ص ۹۲.

رکھا تھا لیکن ہم نے پی لیا (شدید غم واندوہ کی وجہ سے) سانس لینا مشکل تھا (بہت ہی کڑوی جڑی) کے مزہ سے بھی زیادہ تلخ چیزوں پر ہم نے صبر کیا۔

ہاں، اس کائنات کی مظلوم ترین ذات ان تمام مظالم کو جوان پر کئے گئے بیان کرنے کے بعد مستقبل میں ہونے والے فتنوں کو یاد کرتے ہیں اور ان تمام فتنوں اور فساد کو خاتمہ دینے والے کے نام کا بھی تذکرہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

آہ ، میں اسے دیکھنے کا کس درجہ مشتاق ہوں۔

۷: **امام محمد باقر** علیہ السلام فرماتے ہیں:

اگر میں اس زمانہ میں رہا تو اپنی جان اس صاحب امر کے لئے محفوظ رکھوں گا۔

یہ کلام اس ذات کا ہے جس نے سارے عالم میں علم وحکمت کو شگافتہ کیا اور خلقت عالم کے تمام اسرار سے واقف ہے وہ ذات جس کے لئے آئندہ آنے والے اور ماضی میں رہنے والے ان افراد کی طرح ہیں کہ جو آپ کے حضور میں اور سامنے ہوں۔

حضرتؑ نے جب آئندہ اور آئندہ آنے والوں کا تذکرہ کیا تو حضرت مھدی (عج) کے ظہور سے پہلے ہونے والے قیام کے متعلق یوں بیان فرمایا:

"اَما إنّی لو ادرکت ذالک لا ستبقیت نفسی لصاحب هذا الامر (۱)

(۱) مرحوم نعمانی کی الغیبۃ ص ۲۷۳ .

آ گاہ رہو اگر میں اس زمانہ میں رہا تو اپنی جان کو اس صاحب امر (عج) کے لئے محفوظ رکھوں گا۔

مرحوم آیت اللہ شیخ محمد جواد خراسانی نے اپنی کتاب میں تحریر فرمایا ہے اس زمانہ سے حضرت کا مقصود وہ گروہ ہے جو (شیلا) سے ہوگا اور حق کے حصول کے لئے قیام کرے گا۔

۸: **امام محمد باقر علیہ السلام**

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، وہ ہمارے ہمنام اور ان کی کنیت ہماری کنیت ہے میرے باپ اس پر قربان جو پوری دنیا کو عدالت و انصاف سے ویسے ہی پر کر دیگا جیسے وہ ظلم جور سے بھری ہوگی۔

اس روایت کو ابوحمزہ ثمالیؒ جو حضرت کے بزرگ اصحاب میں سے ہیں انھوں نے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں ایک روز امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں تھا جب لوگ حضرت سے رخصت ہو کر چلے گئے تو مجھ سے فرمایا:

یاأبا حمزة، من المحتوم الّذی حتمه اللّٰه قیام قائمنا، فمن شک فیما أقول لقی اللّٰه وهو به کافر، ثمّ قال:

بأبی واُمّی المسمّی باسمی والمکنّی بکنیتی، السابع من ولدی، بأبی من یملأ الأرض عدلاً وقسطاً کما ملئت ظلماً وجوراً.

یاأباحمزة، من أدرکه فیسلم له ما سلّم لمحمّد وعلیّ

فقد وجبت له الجنة، ومن لم يسلّم فقد حرّم الله عليه الجنّة ومأواه النار وبئس مثوى الظاليمن.(۱)

اے ابوحمزہ! وہ چیزیں جن کو پروردگار عالم نے حتمی قرار دیا ہے وہ ہمارے قائم (عج) کا قیام ہے اور جو کچھ ہم نے کہا اس میں اگر کوئی شک کرے تو وہ ایسی حالت میں پروردگار عالم سے ملاقات کرے گا کہ کافر ہوگا۔

پھر فرمایا: ہمارے ماں باپ ان پر قربان ان کا نام ہمارے نام پر ہے اور ان کی کنیت ہماری کنیت پر رکھی گئی ہے وہ ہماری ساتویں پشت میں ہوگا، میرے باپ ان پر قربان جو پوری زمین کو عدل وانصاف سے ویسے بھر دیں گے جیسے وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی۔

اے ابا حمزہ جو بھی ان کے زمانہ میں ان کے سامنے جائے بالکل اسی طرح تسلیم ہو جائے جیسے محمدؐ وعلیؑ کی بارگاہ میں تسلیم تھا تو اس پر جنت واجب ہے اور جو ان کے سامنے تسلیم نہ ہو، تو پروردگار عالم بہشت اس پر حرام کردے گا اور اسکا ٹھکانہ آتش ہے جو کہ ظالموں کے لئے بہت ہی بری جگہ ہے۔

۹: امام صادق علیہ السلام:

(۱) بحار الانوار ج ۵۱ ص ۱۳۹ ج ۲۴ ص ۲۴۱ ج ۳۶ ص ۳۹۴.

اگر ہم ان کے زمانہ میں ہوں تو جب تک زندہ ہوں ان کی خدمت کریں گے۔

اس کلام کو امام صادق علیہ السلام نے اسوقت فرمایا جب حضرت بقیت اللہ ارواحنا فداہ کے متعلق آپ سے سوال کیا گیا:

هل ولد القائم؟

قال: لا، ولو أدركته لخدمته أيام حياتي. (۱)

کیا حضرت قائم کی ولادت ہوگئی ہے؟ تو حضرت نے فرمایا: نہیں، اگر میں انھیں دیکھوں تو اپنی پوری زندگی ان کی خدمت کرونگا۔

۱۰: امام صادق علیہ السلام

میں نے نور آل محمد (علیہ السلام) کے لئے دعا کی

عباد بن محمد مدائنی کہتے ہیں، امام صادق علیہ السلام نے نماز ظہر کے بعد دعا کے لئے ہاتھ بلند کیا اور دعا فرمائی ہم نے کہا ہماری جان آپ پر قربان ہو، آپ نے اپنے لئے دعا کی؟ فرمایا:

دعوت لنور آل محمدعليهم السلام وسائقهم والمنتقم بأمر الله من اعدائهم. (۲)

---

(۱) مرحوم نعمانی کی الغیبۃ ص ص ۲۷۳ بحار الانوار ج ۵۱ ص ۱۴۸، امام حسینؑ اور امام جعفر کی کنیت ایک ہونے کی وجہ صاحب عقد الدرر سے چوک ہوئی ہے اور امام صادق کی بہت سی روایتوں کی نسبت امام حسینؑ کی طرف دی ہے۔

(۲) فلاح السائل ص ۱۷۰

نور آل محمد (علیہم السلام) غایب ہے اور جو امر خدا کی بنا پر ان کے دشمنوں سے انتقام لے گا اس کے لئے دعا کی۔

البتہ خاندان وحی میں سبھی نور ہیں اور ان کی معرفت خدا کی معرفت کی نورانیت کی بنا پر ہے لیکن امام صادق علیہ السلام کے بیان کے مطابق اس روایت میں آنحضرت نور الانوار ہیں۔

۱۱: **امام موسیٰ کاظم** علیہ السلام:

میرے والد اس پر قربان جائیں جس پر خدا کی راہ میں ملامت کرنے والوں کی ملامت اثر انداز نہیں ہوتی میرے والد اس پر قربان جو خدا کے امر سے قیام کرے گا۔

یحییٰ بن نوفلی کا بیان ہے:

حضرت امام موسیٰ بن جعفرؑ نے نماز عصر کے بعد اپنے ہاتھوں کو دعا کے لئے بلند کر کے ایک دعا پڑھی ہم نے حضرتؑ سے عرض کیا آپ نے کس کے لئے دعا کی۔

قال: ذلک المهدی من آل محمد علیهم السلام قال: بأبی المنبدح البطن، المقرون الحاجبین، أحمش الساقین، بعید مابین المنکبین، أسمر اللون، یعتاده مع سمرته صفرة من سهر اللیل، بأبی من لیله یرعی النجوم ساجداً وراکعاً، بأبی من لا یأخذه فی اللّٰه لومة لائم،

مصباح الدجیٰ، بأبی القائم بأمر اللّٰہ. (۱)

حضرت نے فرمایا: مہدی آل محمد (عج) کے لئے۔

فرمایا: میرے والد اس وجود پر قربان جائیں جس کی ابرو ملی ہوئی ہے، پنڈلیاں پتلی ہیں چار شانہ قوی ہیکل اور گندم گوں ہے اور تہجد وشب زندہ داری کی وجہ سے رنگ زرد ہے۔

میرے والد اس پر قربان جو راتوں کو سجدہ ورکوع کی حالت میں ستاروں کے غروب ہونے کی رعایت کرتا ہے۔

میرے والد اس پر قربان جو خدا کے حکم سے قیام کرے گا۔

۱۲: **حضرت امام رضا علیہ السلام**

میرے ماں باپ ان پر قربان وہ ہمارے جد کے ہمنام اور ہمارے و حضرت موسیٰؑ کے شبیہ ہیں۔

اس کلام کو حضرت امام رضا علیہ السلام نے امام عصر (عج) کی غیبت کے زمانہ میں برپا ہونے والے شدید فتنہ کے تذکرہ کے بعد فرمایا:

یہ فتنے اس درجہ شدید اور ویران کن ہیں کہ نہایت ہوشیار اور زیرک افراد کو بھی اپنے دام میں گرفتار کرلیں گے۔

گرچہ وہ دین اور دینداری کے مدعی ہیں لیکن ان کی گمراہی کی وجہ سے امام عصر

---

(۱) بحار الانوار ج ۸۶ ص ۸۱.

اروا حنا فداہ کو اس طرح غربت وتنہائی گھیر لے گی کہ آسمان وزمین اور ہر آگاہ اور دردمند دل رکھنے والا انسان حضرت (عج) کے لئے گریہ کرے گا، اس جگہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے کلام پر توجہ فرمائیں:

لابدّ من فتنة صمّاء صيلم يسقط فيها كلّ بطانة و وليجة، وذلک عند فقدان الشيعة الثالث من ولدی، يبكی عليه أهل السماء و اهل الأرض، وكلّ حرّ وحرّان وكلّ حزين ولهفان.

ثمّ قال عليه السلام: بأبی وأمّی سمّی جدّی وشبيهی وشبيه موسى بن عمران عليه السلام عليه جيوب النور يتوقّد من شعاع ضياء القدس. (۱)

ناگزیر نہایت ہی سخت اور سنگین فتنہ واقع ہوگا، جس میں ہر راز دار اور منتخب فرد (دوام نہ لا سکے گا) اور گر پڑیگا اور یہ اس وقت ہوگا کہ جب ہمارے فرزندوں میں تیسرے فرزند کو شیعہ کھو دیں گے اس پر اہل آسمان وزمین گریہ کریں گے تلاش میں رہنے والا ہر مرد وعورت اور ہر غمگین وحسرت زدہ فرد اس پر گریہ کریگا۔

پھر فرمایا: ہمارے ماں باپ اس پر قربان جو ہمارے جد رسولؐ اللہ کا

(۱) مرحوم نعمانی کی الغیبۃ ص ۱۸۰، کمال الدین ص ۳۷۰، بحار الانوار ج ۵۱ ص ۱۵۲، الزام الناصب ج ۱ ص ۲۲۱۔

ہمنام اور موسیٰ بن عمرانؑ کا شبیہ ہے اس کے (جسم) پر نورانی پیراہن ہے کہ جو قدس کی شعاعوں سے ضیاء حاصل کرتا ہے۔(۱)

کتاب ''تنزیہ الخاطر'' میں امام رضا علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ؑ ایک نشست میں لفظ قائم کے ذکر کے وقت خود کھڑے ہوے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو سر پر رکھا اور کہا:

'' اللھم عَجِّلْ فرجه و سَهِّل مخرجه''

اور پھر آنحضرت (عج) کی حکومت کی خصوصیت کے متعلق لوگوں سے بیان فرمایا۔

مرحوم محدث نوری نے (نجم الثاقب) میں فرمایا حضرت امام عصر ارواحنا فداہ کا نام بالخصوص آنحضرت (عج) کا مخصوص لقب سننے کے بعد کھڑے ہو جانا تمام مما لک میں سارے شیعوں کی روش و سیرت ہے اور عرب، عجم، ترک، دیلم حتیٰ اہل سنت بھی اس سیرت پر عمل کرتے ہیں(۲)

مرحوم علامہ امینیؒ (الغدیر) میں لکھتے ہیں:

روایت ہوئی ہے کہ جب دعبل نے امام رضاؑ کے لئے قصیدہ پڑھا اور حضرت حجت (عج) کو یاد کیا:

.....

(۱) اس روایت سے مشابہ روایت پیغمبر اکرمؐ سے نقل کر چکے ہیں۔

(۲) الزام الناصب ج ا ص ۲۷۱.

فلولا الّذی أرجوه فی الیوم أو غدٍ
تقطع نفسی اثرهم حسراتی
خروج اِمام لامحالة خارج
یقوم علی اسم اللّٰه والبرکات

تو حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں کو سر پر رکھا اور ادائے احترام فرمایا اور ساتھ ہی حضرت کے ظہور کے لئے دعا فرمائی (۱)

اور اپنے اس مقدمہ کو اس روایت پر تمام کرتا ہوں: امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ جب حضرت حجت ارواحنا فداہ کے القاب میں لفظ قائم کا ذکر ہو تو اس وقت کھڑے ہونے کی علت کیا ہے؟ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اس وجہ سے کہ آپ کے لئے طویل غیبت ہے اور بہت ہی محبت کے ساتھ آنحضرت (عج) اپنے دوستوں میں ان کی طرف دیکھتے ہیں جو آپ کو اس لقب سے یاد کرے جو آپ کی حکومت اور غربت کے متعلق حسرت پر دلالت کرتا ہے اور وہ بندہ جو اپنے آقا کے لئے خضوع سے پیش آتا ہے، اسے تعظیم اس طرح کرنی چاہئے کہ جب اس کا آقا اپنی پر جلالت نگاہوں سے اس کی طرف دیکھے تو اس کے سامنے اٹھ کر کھڑا ہو جائے لہٰذا جو بھی اس نام کو زبان پر جاری کرے اسے کھڑا ہونا چاہئے اور پروردگار عالم سے فرج میں تعجیل طلب کرنی چاہئے۔ (۲)

.....

(۱) الغدیر: ج۲ص۳۶۱

(۲) الزام الناصب ج۱ص۲۷۱.

پروردگار عالم سے دعا ہے کہ ہمیں اہل بیت علیہم السلام کے واقعی شیعوں میں قرار دے تا کہ ہم ان بزرگ ہستیوں کے عملاً پیرو ہوں۔

وماتوفیقی الا باللّٰہ

مرتضیٰ مجتهدی سیستانی